# بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 16 اگست 2004 بمطابق 29 جمادی الثانی 1425 ہجری بروز سوموار بوقت صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کاکڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین آخوندزادہ

اَعُوۡذُ بِا اللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمَ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

يٰۤاَيُّهَاالَّذِيۡنَ آمَنُوۡا كُوۡنُوۡقَوَّامِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِاالۡقِسۡطِ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ج اِعۡدِلُوۡا ط هُوَاَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰىO وَالتَّقُوااللّٰهَ خَبِيۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَO وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيۡنَ آمَنُوۡا ط وَ عَمِلُواالصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِيۡمٍO صَدَ قَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡم۔

ترجمہ: اے ایمان والو! کھڑے ہو جاؤ اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ خوب خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ وعدہ کیا اللہ نے ایمان والوں سے اور جو نیک عمل کرتے ہیں ان کے واسطے بڑی بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّاالۡبَلَاغ۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سردار اعظم موسیٰ خیل صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! (مداخلت۔ ایک آواز) میں اسپیکر صاحب سے مخاطب ہوں آپ درمیان میں مداخلت نہ کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ ہمارا پرانا قصہ پی ایس ڈی پی کے حوالے سے ابھی تک حل نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: دو دن آپ لوگوں نے ٹائم مانگا تھا۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل۔ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: آج آپ سے یہی گزارش کریں گے کہ آپ ہمیں بولنے کا موقع دیدیں۔

جناب اسپیکر: نہیں سردار صاحب! میں نے ہر بار آپ کو بولنے کا موقع دیا ہے۔ ایک دفعہ وہ تجویز آپ لوگوں نے reject کیا پھر آپ نے کہا کہ پی ایس ڈی پی میں اُس پہ کمیٹی ہونی چاہیئے میں نے کہا ٹھیک ہے آپ کے ساتھ agree کیا لیکن پھر کچکول صاحب نے دو دن کا ٹائم مانگا اب دو دن کا جب ٹائم مانگا تو جواب اُن کی طرف سے آنا چاہیئے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! اسمیں جواب کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔ چھاؤنیوں کے بارے میں تو ہم نے قرارداد منظور کیا ہے۔ ابھی چھاؤنی پہ ہم کیسے بات کریں گے کیسے نشست کریں گے۔ وہ تو already چھاؤنی ہم نے condemn کیا ہے۔ بلوچستان میں اِس صوبے میں۔

جناب اسپیکر: میں پی ایس ڈی پی پہ پرسوں کے اجلاس میں کچکول صاحب نے، میں نے تجویز دی تھی کہ ٹھیک ہے پی ایس ڈی پی پہ ایک کمیٹی بناتے ہیں وہ بیٹھ کے فیصلہ کرے گی۔ تو اُس نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر ہمیں دو دن کا ٹائم دے دیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! کچکول صاحب آرہے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے وہ بات سنی۔ یعنی کہ جب کچکول صاحب کو میں نے اُسکی تجویز پر agree کیا پھر اُس نے کہا کہ نہیں دو دن کا آپ ٹائم دیدیں۔ آپ کو وہ بات یاد ہے۔ اس سے آگے ہم کیا کریں خواہ مخواہ وہ۔۔۔۔۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! آپ نے فرمایا تھا کہ میرے خیال میں پی ایس ڈی پی میں اتنی ناانصافی نہیں ہوئی ہے جتنا کہ آپ لوگ شور مچارہے ہیں۔ ابھی آپ کو اور پی ایس ڈی پی کے وہ جو سُنا رہے ہیں ذرا آپ خود اسکو دیکھیں۔ جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: سردار صاحب! پلیز آپ ذرا سُنیں بات کو سمجھیں۔ میں نے ایک تجویز دی تھی کہ اس پہ اب

بات نہیں ہوسکتی ہے۔ پی ایس ڈی پی پہ بات کریں۔ پھر میں نے کہا کہ چلو پی ایس ڈی پی پہ کمیٹی بناتے ہیں تجویز میں نے دی میں نے کہا کہ اگر آپ agree ہیں تو میں ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہوں اُسکا اجلاس ہوگا۔ تو اُس نے کہا کہ ہمیں دو دن کا ٹائم دیدیں ہمارے بڑے نہیں ہیں زیارتوال صاحب نہیں ہیں نواب صاحب نہیں ہیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ کو دو دن کا ٹائم ہے۔ اب وہ دو دن بھی پورے ہوگئے۔ اب کچکول صاحب اگر یہاں ہیں جواب دیدیں۔

**محمد نسیم تریالئی**: اس پہ ہم لوگوں نے فیصلہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! کچکول صاحب آئیں گے انشاءاللہ آپ کو بتادیں گے۔

**جناب اسپیکر**: ٹھیک ہے جب وہ آئیں گے فیصلہ بتادیں گے۔

**محمد نسیم تریالئی**: ابھی انشاءاللہ آنے والے ہیں۔

**جناب اسپیکر**: اوکے۔ جب آئیں گے وہ بتادیں گے۔ سردار صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

**سردار محمد اعظم موسیٰ خیل**: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب! جب تک یہ بات طے نہیں ہوتی ہے اُسوقت تک میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے اِن questions کو pending میں رکھیں۔

**جناب اسپیکر**: نہیں۔

**سردار محمد اعظم موسیٰ خیل**: کچکول صاحب آرہے ہیں۔ وہ اپنے چیمبر میں ہیں۔

**جناب اسپیکر**: جی کچکول صاحب! اگر آپ میری آواز سُن رہے ہیں تو ہال میں آجائیں۔ جب تک کچکول صاحب آتے ہیں باران رحمت کیلئے دُعا کرتے ہیں۔ (دُعا کی گئی) جی کچکول صاحب!

**کچکول علی ایڈووکیٹ (لیڈر آف اپوزیشن)**: جناب! بلوچستان کے عوام کے مفادات اور اسمبلی کی جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں یا دوسری طرف ہمارے ٹریژری بینچز پر بیٹھنے والے ہمارے دوستوں کی جو ذمہ داریاں ہیں اور خُدا جانتا ہے کہ ہم لوگوں نے کبھی یہ نہیں سوچا ہے کہ ہم اسمبلی کو چلنے نہیں دیں گے۔ دیکھیں ہر ایکشن کی ری ایکشن ضروری ہے۔ اسوقت جو ہم لوگوں کا رویہ ہے یا اپوزیشن نے ہمیں مجبور کیا ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم پاکستان کے تناظر سے دیکھ لیں ۱۴/اگست جیسے آزادی کے دنوں میں بھی لوگ black day منا رہے ہیں راکٹ لانچر چل رہے ہیں یہ مجبوری میں ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں

''تنگ آمد بہ جنگ آمد''۔

**جناب اسپیکر**: کچکول صاحب! پہلے اُس بات کو طے کر دیں بعد میں اسمبلی ہے ان مسائل کیلئے اس پہ discuss ہوتی رہے گی۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: میں تمہید بتا دوں کسی چیز کے آداب بھی ہوتے ہیں۔ پی ایس ڈی پی کے علاوہ جو رویہ حکومت نے ہمارے ساتھ اختیار کیا ہے دوسرے معاملوں میں بھی اسی طرح ہے۔ اُس دن آپ یہاں نہیں تھے یہاں ہمارے سی ایم صاحب نے اپنے ثوابدیدی فنڈز جو بلڈوزر خرید کر ٹریژری بینچز کے منسٹر صاحبان یا ایم پی اے صاحبان کو دے دیئے تھے اپوزیشن کے دوستوں کے جو حلقے تھے وہاں ڈی سی او کو دیئے تھے ہم نے پھر بھی کہا تھا وہاں کے جو لوگ ہیں اگر اُن کو گھنٹے ملیں ہم لوگ ان گھنٹوں کے معاملوں میں الجھنیں پیدا کرنا ہمیں زیب ہی نہیں دیتا ہے لیکن پھر وہاں جو آرڈر ہے ہمارے ٹیبل پہ تھا ہمارے علاقے میں جو ہمارے مخالفین ہیں اُنہیں گھنٹے دیئے گئے ہیں تا کہ وہاں کے جو نمائندے ہیں عوام نے جنہیں elect کیا ہے تا کہ اُن کی پوزیشن کم ہو جائے۔ جناب! اس صورتحال کے تحت، یہ ایک مثال ہے ابھی زکوٰۃ کے چیئرمین ہیں۔ دیکھیں ہم لوگوں کو وہاں لوگوں نے ووٹ دیا ہے ہم لوگ وہاں کے نمائندے ہیں۔ وہاں چیئرمین ہمارے مخالفین اگر وہاں انصاف میرٹ پہ جو بھی آدمی آ جائے ہمیں قسم ہے کہ ہم کہیں لیکن elect تو ہم ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کو وہاں عوام نے mandate نہیں دی ہے ساری پالیسی میں اِن کا involve ہونا کہ میں اپوزیشن کو پریشان کر لوں گا ہم لوگ پولیٹیکل ورکر ہیں یہ گلہ لوگ کر لیں گے۔ دیکھیں اس طرح میں کہتا ہوں کہ جو relations ہیں ظاہر ہے اُن میں conflict ہی آئے گا۔ ایم پی اے بیٹھے ہوئے ہیں وہاں ایک معتبر کو یہ ذمہ داریاں دیں گے کہ وہ وہاں کے ساری چیزوں کی ذمہ داری سنبھالیں۔ آیا یہ عمل ہمارے ٹریژری بینچز والوں کے ساتھ ہو جائے کیا وہ feel کر لیں گے یا نہیں؟ میں آپ کو بھی ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں دو تین اسکیم ایسی ہیں ہمارے مجید خان اچکزئی بھی اسی طرح ہیں۔ ایم پی ایز ہم ہیں وہاں دوسرے لوگوں کے recommendations پہ جب اسکیم ہوں گی ظاہر ہے لوگوں نے ہم کو جو ووٹ دیا ہے ہم سے اُمید کر لیں گے یہ اتنا civilized society نہیں ہے کہ صرف ہم قانون سازی کر لیں یہ ڈویلپمنٹ

کے معاملے یہ چھوٹے موٹے معاملوں میں ہم لوگ parliamentarians دور ہوتے تو یہ مسئلے نہیں ہوتے ایک ایسا کلچر بن چکا ہے کہ ہم لوگ بھی اسکے دائرے میں آتے ہیں اور اسی طرح سر ہمارے اپوزیشن والوں کے ساتھ اور بھی بہت سے زیادتیاں ہو رہی ہیں سردار صاحب کے بچے خضدار سے کراچی جا رہے تھے۔ کراچی ہم بلوچوں کا دوسرا گھر ہے ہم لوگوں کا بزنس، ہر ایک میرے خیال میں جتنے یہاں بلوچ بیٹھے ہوئے ہیں اگر اُسکا بلوچستان میں ایک shelter ہے کراچی میں ضرور ہوگا راستے میں اُن کے ساتھ جو سلوک کیا ہے چھوٹے بچوں کو بھی اُنہوں نے معاف نہیں کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں ہم یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ اپوزیشن کے ساتھ اُوپر سے لیکر نیچے تک یہ ہمیں ایک victimization یا انتقامی کارروائیوں کا جو ایک سلسلہ ہے otherwise وہاں اسرار ایک سابقہ منسٹر بھی رہے ہیں وہ ایک پارٹی کے لیڈر بھی ہیں اُنہوں نے جب یہ کہہ دیا کہ میں سابقہ منسٹر ہوں یہ ایک sitting MPA کے بچے ہیں میرے خیال میں اسرار کی اپنی فیملی بھی تھی۔ اسکے علاوہ سر! ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہو رہی ہیں وزیراعلیٰ کے کاروان کے آخیر میں جو موسیٰ زہری ایک سپاہی تھا خدانخواستہ اگر اُنہیں سی ایم کے کاروان پر حملہ کرنا ہوتا تو پہلے گاڑی پہ attack کرتا دوسرے پہ کرتا تیسرے پہ کرتا چوتھے پہ کرتا آخر تک اُنہوں نے گاڑی پر حملہ نہیں کیا اسکا مطلب یہ ہے کہ اُن کے کوئی عزائم نہیں تھے۔ لیکن اے ٹی ایف کے بندے نے اُس کو پکڑ کر پھر یہ جو واقعہ ناخوشگوار ہوا ہے دو آدمی اے ٹی ایف کے مرے ہیں اور ایک موسیٰ۔ ہمیں صرف ایک دکھ ہے یہ بھی ملازم تھا۔ اس نے بھی جرأت کا مظاہرہ کر کے کہ اگر آپ ایک سرکاری ادارے سے تعلق رکھتے ہیں میں بھی رکھتا ہوں میں اپنا gun نہیں دیتا ہوں۔ مجھے چاہے مار ڈالیں میں اپنا گن نہیں دونگا۔ وہ جو مر گئے آپ لوگوں نے اُنکی compensation کی یہ بد بخت چونکہ بلوچ تھا اسکے خون کی کوئی قیمت ہی نہیں یہ بھی سرکاری ملازم تھا اگر آپ اُن کو آٹھ لاکھ دیتے یا چار لاکھ دیتے اسکو بھی دو لاکھ اسکی بھی خون بہا تھی اس نے بھی بھرم رکھا تھا اپنی ادارے کی۔ اپنی بلوچی کلچر کی کہ بھئی میں اپنا گن نہیں دونگا اُنہوں نے سر! مار ڈالا۔ بات یہ ہے ایک سے دوسرے تک ہم اس طرح جائیں ہمارے ساتھ جو روّیہ ہے اور یہاں تو اب فیڈرل گورنمنٹ والے ہمیں نہیں چھوڑ رہے ہیں ہم نے تو اپنے ایم پی اے فنڈز دے دیئے ہیں QESCO کے کام ہو رہے ہیں ہم اپوزیشن والوں کے

کھمبے بھی نہیں لگ رہے ہیں ابھی ہم لوگ اپنے عوام کے سامنے جھوٹے ہو رہے ہیں۔ کہ بھئی آپ لوگوں نے جھوٹ بولا ہے۔ سر! ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ کس طریقے سے یہ چلائے اور ہم نے شروع ہی سے کہہ دیا ہے کہ ہم لوگ یہاں اگر تنقید کریں گے اور وہ تنقید برائے تنقید نہیں ہوگا تنقید برائے تعمیر ہوگا۔ ہم لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ جو کمزوریاں حکومت کی ہوں گی ہم اُن کمزوریوں کی نشاندہی کریں گے اور ہمارا ایمان ہے کہ جام صاحب وہاں بیٹھے ہیں اُنکی عزت اُنکی ناموس وہ سارے ہمارے ہیں لیکن جو پالیٹکس کریں گے وہاں وہ بیٹھا ہوا ہے ہم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن میں ہمارے کچھ responsibilities ہیں۔ ہم جب اپنی اپوزیشن کی responsibility قانون کے دائرے میں ہوتے ہوئے ہم یہ اُٹھالیں گے تو کیا ہوگا سر! وہ پھر کیا کہ اپوزیشن کو ہم دیوار پہ لگادے گی لہٰذا ہماری یہ جو گزارشات ہیں اور آپ جو custodian ہیں اسمبلی کے ہمارے ساتھ جو یہ رویہ ہے میں نے صبح آپ کو فون کیا ہے کہ ہمارا ایک ہی بندہ ہے وہ حیران ہے کہ میں سارے اپوزیشن کے لوگوں کی درخواستوں کو چلاؤں یا ٹیلی فون اٹینڈ کرلوں۔ میں خود ہی آپ کے سیکرٹری کے پاس گیا ہوں۔ میں آپ کے سر! پاس آیا ہوں۔

**جناب اسپیکر**: وہ میں نے آرڈر دیدیا۔ اُس بات کو چھوڑیں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: یہ سارے تکالیف ہیں سر! بندہ دیدیں۔

**جناب اسپیکر**: دے دیا۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: میں نے سر! آپ کو کہا تھا ہمارے لوگ یہاں پر بول بول کر وہاں جاتے ہیں اپنے اپوزیشن کے چیمبر میں ہمیں ٹھنڈا پانی میسر نہیں ہم نے آپ کو کہا تھا کہ بھئی خدا کیلئے تو ایک فرج دیدیں تاکہ ہم لوگوں کو بھی ٹھنڈا پانی مل جائے۔ بات یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں، ہم لوگ سارے جائیں گے۔ نہ میں ہر وقت اپوزیشن لیڈر بنوں گا نہ آپ یہاں اسپیکر ہر وقت بنیں گے نہ جام صاحب لیکن یہ جو رویہ ہے ہمارے ساتھ جو ہمارے custodian ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارے لیئے کچھ کیئے بھی ہیں۔ لیکن جو ہمارے genuine demands ہیں ہم لوگ سترہ اٹھارہ آدمی ہیں ہمیں ایک فرج ہی نہیں ہمیں ایک ٹیلی فون آپریٹر نہیں۔ دو سال ہوئے ہیں سر! ابھی آپ نے کیا کیا ہے

یہ آپ کی ذمہ داری تھی سارے صوبوں میں جس وقت وہاں اپوزیشن لیڈر declare ہوئے ہیں اُن کو privilege ملے ہیں۔ آپ لوگوں نے کس طریقے سے اس رواں سیشن میں، ابھی تو کہتے ہیں وہ نزع کا عالم ہے اپنی محبت واپس لے لیں جب کشتی ڈوبنے لگتی ہے تو فوج اُتاری جاتی ہیں ابھی تو ہم جانے والے ہیں آپ لوگوں نے کیا کیا ہے ہمارے لئے جو privilege اُسمیں بھی ایک defect، صاحب سے ہم لوگوں کا نوٹیفیکیشن ہوا ہے اگر آپ لوگ ہوتے کیا آپ لوگوں نے اپنی تنخواہ کو کس طرح بڑھا دی۔ لیکن کیا آپ لوگوں نے اسکو deliberatively retrospective نہیں کیا ۔ ہم غریب لوگ ہیں ہم اپنا گزارہ کرلیں گے یہ صرف گلہ ہے۔ لیکن آپ لوگوں نے رواں سیشن میں اُسکا کیا کیا تھا۔ ابھی جو نوٹیفکیشن ہوگا اسی سے اسکا مطلب یہ ہے کہ جس دن سے ہم لوگوں کا دو سال پہلے ہم لوگوں کا جو نوٹیفکیشن ہوا ہے بحیثیت اپوزیشن لیڈر کے ہم لوگ پریولج کے حقدار نہیں تھے ۔ یہ سر! سارے جو injustices ہیں یہ ہمارے لئے نہیں ہیں یہ اداروں کو آپ دے رہے ہیں کل اگر کوئی آدمی آ جائے یہاں آ جائے ہم یہ کہتے ہیں کہ اداروں کے اور جو ہمارے پریولیجز ہیں جو ہماری status ہے جو علاقوں میں قدرت نے یا عوام نے ہمیں ایک mandate دی ہے مجھے جو عزت ملی ہے وہ ہزار گھنٹے سے متاثر نہیں ہونگے۔ وہ ایک چیئرمین کے appointment سے متاثر نہیں ہونگے۔ لیکن میں تو feel کرلوں گا ۔ میرے یہ لوگ پوچھ لیں گے کہ بھئی آپ نمائندے ہیں۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! یہ جتنی باتیں ہیں یہ بیٹھ کر ہوں گی۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! مجھے کچھ بولنے دیں۔ آپکے ایکسائیز کے appointments ہوئی ہیں دیکھیں کچھ ایسی چیزیں ہیں وہاں بھی وہ میرا بھائی ہے۔ لیکن ہمیں یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُس نے بھی کیا کیا ہے اتنی irregularity اور اتنی illegalities کی ہیں۔ یہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ ہم لوگوں کو تکلیف ہوگی کوئی میرٹ ہو کوئی قانون ہو کوئی انصاف ہو۔ ان حالات میں میں یہی کہوں گا کہ حکومت ان چیزوں کو watch کرے۔ ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہورہی ہیں۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! آپ میری بات سُنیں میرے خیال میں جن باتوں کی آپ نشاندہی کر رہے ہیں اُس سوال کے جواب پہ آپ آ جائیں پھر تمام مسائل اس میں آ جائیں گے۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: ہم لوگ سلیقے سے آپ لوگوں کے ساتھ پیش آ رہے ہیں۔

**امان اللہ نوتیزئی (وزیرا یکسائز اینڈ ٹیکسیشن)**: انہوں نے کہا تھا کہ انکے پیسے بوریوں میں ہیں پیسے اللہ تعالیٰ دیتا ہے جس کو جتنا دے۔ آپ میرے پیسوں سے اتنے ذاتیات پہ نہ آئیں آپ جا کے محنت کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو بھی جس طرح سردار صاحب کو دیا ہے آپ کو دیا ہے دوسرے کو دیا ہے اس طرح کا ضد آپ نہ کریں کہ کس کو کتنا دیا ہے باقی جو appointments ہوئی ہیں وہ میرٹ پہ ہوئی ہیں آپ جا کے چیک کریں اگر کوئی میرٹ پہ نہیں ہوا ہے تو پھر آپ بولیں۔

**جناب اسپیکر**: نوتیزئی صاحب! پلیز۔ جی کچکول صاحب! آپ اصل مسئلے پر آ جائیں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**۔ ابھی آپ سر! دیکھیں کچھ اور بھی appointments ہونے والی ہیں۔

**جناب اسپیکر**: نہیں کچکول صاحب! اصل مسئلے پر آ جائیں۔ یہ سارے اسوقت حل نہیں ہوں گے مسائل کافی زیادہ ہیں یہ بیٹھ کے حل کریں گے۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: میں آ رہا ہوں سر! میں اُس پوائنٹ پہ آ جاؤں گا۔ جناب والا! مصیبت یہ ہے کہ ہم لوگ ایک خراب خطے میں پیدا ہوئے ہیں۔

**حافظ حمد اللہ (وزیر صحت)**: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر!

**جناب اسپیکر**: جی۔

**حافظ حمد اللہ (وزیر صحت)**: جناب اسپیکر! آپ غیر جانبداری میں جانبداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ یہ question hour ہے یا کیا ہے ابھی تک تمہید مکمل نہیں ہو چکی ہے پتہ نہیں مقاصد کب تک ہونگے۔

**جناب اسپیکر**: حافظ صاحب! بٹھیں۔

**حافظ حمد اللہ (وزیر صحت)**: اس طرح ہم نہیں کریں گے کہ ایک طرف آپ انکو موقع دیتے ہیں دوسرے کو کہیں گے کہ بیٹھیں بیٹھیں۔ اسطرح نہیں ہوسکتا ہے۔ question hour ہے آپ اسمبلی کی کارروائی مکمل کریں اگر وہ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں نہیں بیٹھتے ہیں تو چلے جائیں۔

**جناب اسپیکر**: حافظ حمد اللہ صاحب ناراض کو منانے کیلئے تھوڑا موقع دینا چاہیئے۔ آپ تشریف رکھیں۔

**حافظ حمد اللہ (وزیر صحت)**: اتنا موقع بھی نہیں کہ آپ دوسرے کو ذبح کریں۔

**جناب اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ کچکول صاحب! آپ پوائنٹ پہ آ جائیں۔

**حافظ حمد اللہ (وزیر صحت):** question hour ہے اس پہ بات کریں جب question کی باری آتی ہے تو یہ لوگ واک آؤٹ کرتے ہیں اپنے مقاصد کو فلور کے سامنے رکھتے ہیں دنیا کو کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہا یہ کہا اخبار کی سرخیاں بنا کے سب کرتے ہیں یہ اخبارات کے لئے کرتے ہیں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب والا! ہم اخباروں کیلئے نہیں کرتے ہیں ۔۔۔(مداخلت) ہم آپ کی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے ہیں ۔۔۔(مداخلت)

**جناب اسپیکر:** حافظ حمد اللہ صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے۔

اوکے بالکل۔ کچکول صاحب پلیز اصل پوائنٹ پہ آ جائیں۔ کچکول صاحب۔ تین دن سے آپ لوگوں کو موقع دے رہا ہوں۔ جی۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب والا! کہہ رہے ہیں کہ اسمبلی کو چلنے دیں۔ اسمبلی اُسوقت چلے گی جب یہ انصاف اور مساوات کریں۔ یہ میرٹ کا احترام کریں۔ یہ بلوچستان کے وزیر بنیں۔ ہم یہی باتیں کر رہے ہیں اور ہم یہ باتیں کر رہے ہیں اُسکو include کر رہے ہیں۔ آپ یورپ میں دیکھ لیں سر و! ہاں اپوزیشن کو کیا یہ اپنی آنکھیں بند کریں یا وہ irregularity نہ کریں۔ کبھی ہمیں دھمکیاں دیتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں یہ اسمبلی صرف ٹریژری بینچز والوں کی ہے اسمبلی تو اپوزیشن کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** اپوزیشن کی ہے میں اسی لئے کہتا ہوں کہ آپ باہر نہ جائیں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب والا! اُن کا روّیہ اسطرح ہوگا تو ہم کبھی نہیں بیٹھیں گے جو بھی اُنہوں نے کیا ہے اِس سے بڑھ کے اور مزید نہیں کر لیں گے۔۔۔۔(مداخلت)

**جناب اسپیکر:** میں تو حافظ صاحب آخری وقت تک کوشش کروں گا کہ ہاؤس چلنے دیں۔ اور جب نہیں۔ کچکول صاحب پلیز آپ اصل پوائنٹ پہ آ جائیں۔ جی۔ چکول صاحب پلیز ابھی آپ اصل پوائنٹ پہ آ جائیں۔ ابھی آپ نے وہ تجویز جو میں نے دی تھی آپ نے دو دن کا ٹائم مانگا تھا اُس پہ آپ کا کیا جواب ہے۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب! آپ اُس کمیٹی کے ممبر ہو جائیں یہاں جتنے irregularities ہوئی

ہیں۔ appointments کے حوالے سے فنڈز کے حوالے سے۔ ایسے ڈاکٹرز ہیں جنہوں نے UK میں MS کیئے ہیں وہ بھی میڈیکل آفیسر ہیں۔ جب ہم بولتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ بھئی آپ لوگ خوامخواہ بولتے ہیں۔ یہ سارے مسئلے کو اُس package میں لایا جائے جناب والا۔ پی ایس ڈی پی کو بھی لایا جائے۔ سی ایم صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی ہو۔ ہمارے جو اپوزیشن کے لوگ ہیں ہم لوگ وہاں اُس کمیٹی میں ہوں۔ کمیٹی تشکیل دیں اور یہاں جو past میں ہوا ہے ابھی past سے ہم سبق سیکھ لیں پہلے جو irregularities ہوئے ہیں ابھی نہ ہو جائیں۔ انصاف ہو جائے مساوات ہو جائے۔ سی ایم کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دیں ہم اپنے بندے پھر آپ کو دیدیں گے۔ یہ ہم لوگوں کا، ہم نے تو آپ سے commitment کیا تھا اُس commitment پہ ابھی تک قائم ہے لیکن یہ ایسا نہیں کہ یہ کمیٹی بس ہو جائے اور اس مسئلے کو diffuse کرلیں گے۔

**جناب اسپیکر**: کچکول صاحب! آپ مجھے سُنیں پلیز۔ یہ کمیٹی ہم تشکیل دیں گے کمیٹی مل بیٹھ کے یعنی وہ مسئلے جو حکومت کے اختیارات میں ہیں وہ حکومت کے پاس رہینگے اور جو اپوزیشن کا رول ہے وہ اُس پہ بھی بحث ہوگی کہ اپوزیشن کا کیا رول ہونا چاہیئے۔ صرف یہ جو آپ کہہ رہے ہیں اسطرح نہیں۔ ابھی اگر آپ کمیٹی پہ agree ہیں تو میں ابھی کمیٹی تشکیل دیتا ہوں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: تشکیل دیدیں چیئرمین ہو جائے سی ایم۔

**جناب اسپیکر**: جی۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: چونکہ یہاں پہ arbitrator کے role آپ نے play کی ہے آپ بھی وہاں کمیٹی میں شامل ہو جائیں۔ ہم لوگ اپنے بندے دیدیں گے وہ اپنے بندے لیں ٹریژری بینچز والے ہم آپ کو پھر یہ نام دیدیں پھر آپ اسکی within week پھر یہ میٹنگ ہو جائے۔

**جناب اسپیکر**: جی۔

**میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ)**: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

**جناب اسپیکر**: جی۔

**میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ)**: کچھ explanation بھی کرنا چاہوں گا جس طرح کچکول

ایڈووکیٹ صاحب نے بات کی ہے جو اِنہوں نے as a opposition leader اپنے privileges کی بات کی ہے تو میں on the record بات کروں کہ جس دن انکا یہ بل bill لایا جارہا تھا privileges کے حوالے سے تو میں نے ان سے جا کر کے خود انکے chair پر اِن سے بات کی کہ جو آپ کا حق بنتا ہے اُس کے مطابق جس دن سے آپکا نوٹیفکیشن ہوا ہے اُسی دن سے آپ کو privilege مِلنا چاہیئے۔ ہم حکومت ٹریژری والے راضی ہیں بلکہ میں خود اپنی طرف سے یہ تحریک amendment کے لئے لاؤں گا۔ میں لانے والا بھی تھا میں نے لکھا بھی تھا آپ کے جتنے آفیشلز تھے اُن سے لکھوا کر مطلب اُن کی صحیح تصحیح کر کے جب ٹیبل پر آیا تو اُنہوں نے اُسی وقت بائی کاٹ کر لیا۔ تو بائی کاٹ کرنے کا مقصد یہ ہوا کہ اس کارروائی کو اور اسطرح قبول ہی نہیں کرتے۔ جو شخص اِس کارروائی کو قبول ہی نہیں کرتا تو اُسکے لئے ہم کیا تجویز لا سکتے ہیں۔ بلکہ میرے ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کا گواہ ہیں خود ہی گواہ ہیں کہ ہم لانے والے تھے privilege کے حوالے سے۔ دوسری بات اِنہوں نے ہمارے ایک ساتھی معزز رکن پر اس بات کا blame کیا جناب والا! کیا ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ ہم چھوٹی سی بات کرتے ہیں کھڑے ہو جاتے ہیں انکی باتوں میں تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے ڈائریکٹ ہمارے ساتھیوں پر blame لگاتے ہیں corruption ہو رہی ہے irregularities ہو رہی ہیں illegal کام ہو رہے ہیں۔ تو یہ ایک قسم سے ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ ہم بھی اپنا استحقاق اس اسمبلی میں آپ کے سامنے آپ کی خدمت میں پیش کر لیں۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ میرٹ نظر انداز ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انکے پاس فورم موجود ہے وہاں جا کے challenge کریں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسوقت ایکسائز میں ایسے کس طرح میرٹ کو نظر انداز کیا گیا ہے پورے بلوچستان کا اسمیں حصہ ہوا میرے ڈسٹرکٹ کے لوگ آئے۔ بیلہ ڈسٹرکٹ کے لوگ آئے۔ خضدار سے آئے ہیں۔ اس طرف سبی سے آئے ہیں۔ through out Balochistan کے لوگ اسمیں آئے ہوئے ہیں انکے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک۔ پورے بلوچستان کے لوگ اسمیں آئے ہیں اسمیں سب کو نمائندگی اور جگہ ملی ہے۔ اگر کہیں پر انکو نظر آتا ہے تو انکے پاس فورم ہے وہ وہاں جا کر چیلنج کریں۔ دوسری بات اُنہوں نے کی کہ دھماکے ہو رہے ہیں یہ ایک قسم کا

احتجاج ہے یہ مجبوری ہے تو میرے خیال سے احتجاج کسی بھی civilized دنیا میں کوئی بھی باشعور شخص ہو اور محبّ الوطن ہو جو کہ اپنے ملک اور اسٹیٹ کو تسلیم کرتا ہو وہ راکٹ فائرنگ اور بم دھماکوں اور ان چیزوں سے اپنا احتجاج ریکارڈ نہیں کرتا۔ احتجاج کے تمام موقعے موجود ہیں۔ ہمارے پاس راستے موجود ہیں۔ لیکن جان بوجھ کر ہم وہاں انتہاپسندی کے راستے میں جاتے ہیں۔ ہم جاتے نہیں ہیں ہم اپنے لوگوں کو دھکیلتے ہیں تاکہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں۔ destabilization ہو حکومت میں ریاست میں ان چیزوں میں۔ تو جناب والا! اس قسم کی تقاریر اور اسطرح کے اشتعال انگیزی کو چمکانے کے لئے جو باتیں ہوتی ہیں انکو بھی آپ روکیں۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ جو ہمارے استحقاق کو مجروح کرتا ہے اُسکا آپ نوٹس لے لیں۔ ایسی جو باتیں اسٹیٹ کے اور لوگوں کے اندر اشتعال پھیلانے کیلئے ہوتی ہیں ان باتوں کی روک تھام کریں۔ یہ ایک ذمہ دار اسمبلی ہے ذمہ دار فورم ہے۔ اس پہ ہم سب کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہوتی ہے۔ شکریہ جناب!

**جناب اسپیکر:** مہربانی۔ جمالی صاحب ابھی کوئی کمیٹی ہے تشکیل کنندہ؟

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** آپ دس منٹ کیلئے اپنی اسمبلی کے جو ہیں اُسکو postpond کردیں۔ ہم لوگ اپنے نام دیں گے وہ اپنے دیں۔

**جناب اسپیکر:** میں سب کو جانتا ہوں۔ میں نام آپ کا بھی بتادوں گا اور اِنکا بھی بتادوں گا۔ مجھے پتہ ہے۔

**میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور):** میری گزارش یہ ہوگی جناب اسپیکر! کہ پہلے آپ اپوزیشن والوں سے نام لے لیں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں نام نہیں میں nominate کردوں گا سب کو۔

**میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور):** ایک تو آپ nominate کریں گے پھر اِنکو نہ اعتراض ہو بعد میں اسلئے میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ خود جو یہ ممبر صاحبان اُس کمیٹی میں رکھنا چاہتے ہیں اُنکو یہ خود nominate کریں ہم جام صاحب کے ساتھ بیٹھ کے جو ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس ہیں وہ کریں گے۔ اور میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ لمبی چوڑی کمیٹی نہ بنائیں پھر اُسمیں فیصلے نہیں ہوسکیں گے۔ maximum تین تین آدمی رکھ لیں جو یہ کام بھی جانتے ہیں اُسمیں ہوسکتا ہے کہ یہ مسئلہ

حل ہو جائے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! ایک تجویز میں یہ دیتا ہوں کہ یہ کمیٹی چاہے تین تین کی ہو چار چار کی ہو لیکن اس کمیٹی میں صرف پی ایس ڈی پی نہیں ہو گی اسمیں تمام مسائل کہ بھئی اپوزیشن کا کیا رول ہونا چاہیئے حکومت کے کیا اختیارات ہونے چاہیئے۔ ابھی تو یہاں پہ اپوزیشن والوں کی جو تقاریر میں سنتا ہوں تو میں کہتا ہوں وہاں بیٹھ کے پھر میں اپنی رائے دوں گا۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میری گزارش یہ ہے کہ ابھی تک آپ اپوزیشن والوں کی تقاریر سن رہے تھے جناب اسپیکر! کبھی ہماری طرف سے بھی آپ سُن لیا کریں کہ ہمارا موٗقف کیا ہوتا ہے گورنمنٹ کیسے چلتی ہے۔ یہ اُنکا بالکل حق ہے کہ وہ ہمیں oppose کریں۔ اور جو کام گورنمنٹ کے ہیں وہ اُنکی نشاندہی کریں مگر آپ مہربانی کر کے کچھ ہمیں بھی ٹائم دیا کریں تا کہ ہم کم از کم اپنا پوائنٹ آف ویو point of view تو اپنے بھائیوں کو بتا سکیں۔

جناب اسپیکر: آپ نے صحیح فرمایا۔ ابھی اس کمیٹی میں یہ بتاؤں گا آپ کو۔ ابھی یہ تین تین نام ابھی دس منٹ کے لئے وقفہ کروں یا ابھی نام دیں گے آپ دونوں طرف سے؟

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): وقفہ کر دیں۔

جناب اسپیکر: دس منٹ کے لئے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! ایک اور مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں اور مسئلہ فی الحال چھوڑیں پہلے اسکو فارغ کر دیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: نہیں سر! آپ یہ مسئلے-----

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! پلیز پہلے ایک مسئلے کو final کر دیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: ایک وہ ہوا تھا تو پھر آپ کیوں confuse ہیں؟ وہ کمیٹی ایک چیز جو آپ نے------

جناب اسپیکر: نہیں اُسکو فائنل کر دیا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! یہ جو اُنہوں نے جو پیپر دیا ہے ہمیں یہ کہ پچاس لاکھ روپے یہ تو پی ایس ڈی پی

ہمیں already ہے اور سر! ایک بات میں آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ہمارے اپوزیشن کے واپڈا والے کام اچھی period میں کر لیں گے نہ پی ایس ڈی پی میں ہمارے وہ پیسے lapse ہو چکے ہیں اور میں یہاں آپ کے توسط سے سی ایم صاحب سے پرائم منسٹر سے میری یہ گزارش ہے کہ اُن کے ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے ، ہم لوگوں نے تو اسکیم دے دی تھی اُنہوں نے implementation نہیں کر کے وہ lapse ہوئے ہیں اُنہیں بھی حل کریں۔ یہ جو لیٹر اِنہوں نے دیا ہے یہ تو پہلے پی ایس ڈی پی میں ہے ابھی یہ ہمیں خوش کر رہے ہیں کہ آپ پچاس لاکھ کی اسکیمیں دیں یہ کیا ہے؟

**جناب اسپیکر:** یہ صرف آپ کے لئے نہیں ہے تمام ایم پی ایز کیلئے ہے۔

**میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور):** میری گزارش سُن لیں۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور):** جناب! میری گزارش سُن لیں آپ جو کمیٹی بنا رہے ہیں یہ تو سب ارکان اسمبلی کو پچاس پچاس لاکھ روپے دیا گیا ہے annual development programme کے تحت اسکے علاوہ جو آپکے مطالبات ہیں آپ through committee لے آئیں گے وہ بیٹھ کے negotiate کریں گے اور میں اُمید واثق یہ رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ گورنمنٹ بھی accommodative پالیسی رکھے گی اور سب کی بھلا ہی ہوگی اسمیں اور اسمیں خواہ مخواہ کے اعتراضات کی بات نہیں ہے آپ جو بھی پوائنٹس لانا چاہتے ہیں روز اول سے لے کے ابھی تک پھر اُسکے بعد آپ یہ نہ کہیں کہ جی ہماری بات نہیں سُنی گئی یا یہ نہیں جو بھی grievances ہیں آج میں اس فلور پہ آپ سے عرض کر رہا ہوں آپ بھلے through committee لے آئیں ایک ایک ممبر کا جو بھی grievance ہے وہ آپ لے آئیں کہ جی ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے induction میں ہوئی ہے نوکریوں میں ہوئی ہے پی ایس ڈی پی میں ہوئی ہے بلڈوزر ہاورز میں ہوئی ہے۔ تو وہ کمیٹی بیٹھ کے۔ چونکہ آپ خود وکیل ہیں آپ بھی جرح کر سکتے ہیں ہم بھی کوشش کرتے ہیں اسکا جواب دینے کی۔ اور ایک مناسب رویہ اور طریقہ اختیار کریں گے۔

**جناب اسپیکر:** ابھی کمیٹی final کر دیں فی الحال کمیٹی final ہوجائے اُسکے بعد۔ تین تین ٹھیک ہے۔ تو تین نام کچکول صاحب آپ announce کر دیں۔ جی کچکول صاحب!

**کچکول علی ایڈووکیٹ۔** ہم لوگ اسی لئے آپ سے کہتے تھے کہ دس منٹ آپ وقفہ کر دیں۔

**جناب اسپیکر:** دس منٹ کیلئے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس گیارہ بجکر باون منٹ پر دس منٹ کیلئے ملتوی ہوا)

(وقفہ کے بعد ایک بجکر پینتالیس منٹ پر کارروائی دوبارہ زیرِ صدارت جناب جمال شاہ کاکڑ اسپیکر اسمبلی شروع ہوا)

**جناب اسپیکر:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اپوزیشن والے دوست جہاں بھی ہو وہ ہاؤس کے اندر آ جائیں۔

**جناب اسپیکر:** ٹریژری بینچز اور اپوزیشن بینچز دونوں کا مشکور ہوں جنہوں نے ہماری تجویز پہ عمل کر کے کمیٹی بنانے پر agree کیا۔ اپوزیشن کے دوستوں کو یہ شکایت رہی کہ ڈویلپمنٹ میں ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور حکومت کو یہ شکایت رہی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر میں یہ تعاون نہیں کر رہے ہیں ہمارے ساتھ۔ تو ایک کمیٹی ہم نے سولہ رکنی دونوں طرف سے تجاویز دی ہیں جنکے میں نام لوں گا یہ کمیٹی اِن مسائل پہ بیٹھ کے جو بھی سفارشات تیار کرے گی انشاءاللہ اس پہ عملدرآمد ہوگا۔

اپوزیشن کے دوستوں نے جو نام دیئے ہیں کچکول علی صاحب، سردار ثناء اللہ خان زہری صاحب، نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب، جمعہ خان بگٹی صاحب، سلیم احمد کھوسہ صاحب، محمد اکبر مینگل صاحب، عبدالرحیم زیارتوال صاحب اور سردار اعظم موسیٰ خیل صاحب۔

اور حکومت کی دوستوں نے جو نام دیئے ہیں سید احسان شاہ صاحب، اصغر رند صاحب، حافظ حمد اللہ صاحب، عبدالرحمٰن جمالی صاحب، حسین احمد شرودی صاحب، شعیب نوشیروانی صاحب، مولانا عطاء اللہ صاحب اور جعفر خان مندوخیل صاحب۔ یہ سولہ رکنی کمیٹی ہے یہ جب بھی بیٹھتی ہے اپنی سفارشات تیار کرلیں جو بھی مسائل ہیں۔ اب کارروائی کو آگے چلانے کیلئے آپ لوگ۔۔۔۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں، دو یہاں چیزیں تھیں۔ ایک تو ہم نے ایک کہہ دیا تھا بلکہ فلور پہ کہ اسکے چیئرمین سی ایم ہی ہونگے۔

جناب اسپیکر: سی ایم۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اب ہم نے یہ بات رکھی تھی وہاں سے یہ تجویز آئی تھی کہ سی ایم کے پاس تو یہ کمیٹی سفارشات لے جا کے پھر عملدر آمد تو سی ایم کرائیں گے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: نہیں سر! بات یہ ہے کہ authority کون ہے؟ ابھی ہم لوگ اُس آدمی کو یہ اختیارات دیں جسکی اتھارٹی ہو۔ میری request ہے کہ یہ سی ایم صاحب کے چیئر مین شپ ہی پہ ہو ایک بات یہ ہے۔ دوسری بات سر! جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تھا اس سلسلے میں نہ حکومت نے ہم سے کہہ دیا ہے اور نہ یہ بات زیرِ غور رہی ہے البتہ یہ ہماری خواہش ہے کہ یہاں لاء اینڈ آرڈر کی جو پوزیشن ہے وہ بہتر ہو۔

جناب اسپیکر: نہیں کچکول صاحب سُنیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جی۔

جناب اسپیکر: میں چونکہ دونوں طرف کی سُن چکا ہوں۔ وہاں پہ آپکی یہ شکایت آئی تھی میں نے کہا کہ یہ کمیٹی بیٹھ کے جو بھی سفارشات تیار کرے گی وہ انشاء اللہ قابل قبول ہونگی۔ لیکن جہاں تک آپ کی یہ چیئر مین شپ کی بات ہے اس پہ بھی کافی دوستوں سے بحث ومباحثہ کیا تو یہ اُنکی طرف سے ہے چونکہ جام صاحب تو final authority ہیں چیف ایگزیکٹو ہیں اِس صوبے کے، یہ کمیٹی رپورٹ جہاں پہ بھی اتفاق کر کے پھر رپورٹ جام صاحب کو پیش کرے گی۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! اس سلسلے میں دیکھیں آپ نے ہمیں تو یہ کہہ دیا تھا کہ آپ لوگ اپنے ممبرز لائیں اُسوقت جب ہم نے یہ propose کیا تھا کہ سی ایم صاحب چیئر مین ہو جائیں کم از کم آپ لوگ اس مسئلے کو پہلے کہ ہم لوگوں سے یہ ممبر طلب کرتے اور آپ اسکو یہاں declare کرتے یہ اگر agitate ہوتا ابھی ہم لوگوں نے mind یہی بنا دیا ہے کہ سی ایم صاحب چیئر مین ہوں گے اور وہاں بغیر ہمارے consult اور مشورہ کے افہام تفہیم سے وہاں آپ لوگ کہتے ہیں کہ سی ایم صاحب چیئر مین نہیں ہونگے میرے خیال میں اسمیں یہ فلاں کو ختم کریں۔

جناب اسپیکر: اس پہ۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے جن باتوں کا اظہار کیا یہاں پہ جن خدشات کا۔ کمیٹی سولہ رکنی ہوگی اسکی جو سفارشات ہوں گی وہ پھر چیف منسٹر کو ہی جائیں گی۔ اور اس کمیٹی نے جب بھی ضرورت محسوس کی ہم چیف منسٹر صاحب کو اُس میٹنگ میں بُلا لیں گے اُن کو زحمت دیں گے ہم چیف منسٹر صاحب کے پاس جائیں گے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ انشاءاللہ کہ یہ چیف منسٹر صاحب کے چیئرمین نہ ہونے کی وجہ سے کام رکے گا۔ ایسا نہیں ہوگا ایک بات یہ۔ اور دوسری گزارش یہ ہے کہ جس طرح اپوزیشن کے دوستوں کو ٹریژری بینچ کے دوستوں سے شکایات ہیں اسی طرح سے ٹریژری بینچز والوں کو بھی اپوزیشن کے دوستوں سے کچھ معاملوں پہ شکایات ہیں۔ اب جب کمیٹی بن گئی ہے اور اسمیں آٹھ آٹھ ممبر دونوں جانب سے ہیں یہ ایک بہت بڑی کمیٹی ہے تو ہماری بھی خواہش ہے کہ جو ہمارے تحفظات ہیں مطلب حکومت کے جو تحفظات ہیں اپوزیشن کے ساتھ جو وہ بیٹھ کے بات کرنا چاہتا ہے تو اُن میں دونوں سائیڈوں سے بات ہوں۔ جو ہماری شکایات ہیں وہ سُن لیں جو اُن کی شکایات ہیں وہ ہم سُنیں گے یہ گزارش تھی۔

جناب اسپیکر: جی سردار ثناءاللہ صاحب!

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے ایک اعزاز دی ہے حکومت کو سی ایم صاحب کو اگر اس اعزاز کو وہ خود ہی نہیں لینا چاہتے ہیں تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ وہ ان چیزوں کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہم لوگوں پر یہ blame نہ آ جائے ہم نے تو نیک نیتی سے deliberate کر کے صلاح مشورہ کر کے ہم لوگوں نے یہ ساری چیزیں طے کی ہیں اگر سی ایم صاحب دیکھ لیں حکومت ہی اُسکا وہ سارے اگر آپ لوگ اسکو seriously نہیں لیں گے تو پھر ہم لوگوں سے گلہ نہ کریں۔ دیکھیں ہم لوگ بغیر سی ایم کے چیئرمین شپ کے اور ہم لوگ نہیں بیٹھیں گے ہاں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر!

**سید احسان شاہ (وزیر خزانہ):** سردار صاحب! ایک منٹ اگر مجھے دیدیں تو مہربانی ہوگی۔ گزارش یہ ہے کہ اس بات کو آگے لے جانے کیلئے کیا method ہونا چاہیئے۔ اس پہ بات ہوئی۔ اب یہ کہنا اپوزیشن لیڈر صاحب کا میں تہہ دل سے احترام کرتا ہوں لیکن اِنکا یہ کہنا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے اُس سے ایک ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوگا اور جو میں نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی جمہوریت کے خلاف ہے۔ یہ آپ دوسرے دوستوں کی رائے بھی سُنیں اُنکی رائے کو بھی اہمیت دیں اور درمیانی کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ اب اس میں کہ جو اُنہوں نے کہا کہ ویسے ہی ہم سب کچھ مانیں یہ تو پھر زیادتی ہوگی۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب! ہم نے کوئی انا کا مسئلہ نہیں بنایا ہے اور ہم arbitrator بھی نہیں ہیں بات یہ ہے کہ ہم لوگ اپوزیشن کے دوست بیٹھے ہیں تقریباً دس بارہ میٹنگز ہماری ہوئی ہیں گزشتہ بھی ایسے مسئلے ہوئے ہیں ہمارے تمام اپوزیشن نے یہ کہہ دیا ہے کہ اگر سی ایم صاحب وہاں بحثیت چیئرمین یہ ساری چیزیں اسکے سامنے آئیں گے تو کمیٹی میں کوئی حرج نہیں۔ اگر شروع شروع میں تو ہم لوگوں کا یہ stand رہا ہے کہ بھئی آپ لوگ ہمیں کچھ دیں کیونکہ یقین دہانیوں پر آپ لوگوں نے ہمیں دی ہیں۔ لیکن وہاں جو review آپ لوگوں نے نہیں کیا ہے لیکن ہم لوگوں نے یہ ہمارا ایک positive setup ہے کہ ہم لوگوں نے کمیٹی بھی ہو چیئرمین شپی بھی ہم لوگوں نے سی ایم صاحب کو دی ہے۔ اس میں میں کہتا ہوں کوئی قباحت ہی نہیں۔ تو آپ لوگ خود ہی avoid کرنا چاہتے ہیں اس چیز کی۔

**جناب اسپیکر:** جی سردار اعظم صاحب! آپ کیا فرما رہے تھے؟

**سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:** جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے (پشتو مثال)۔ جس بات پہ ہمارا احتجاج تھا جس بات پہ ہم رو رہے تھے احتجاج کر رہے تھے وہ تو پی ایس ڈی پی تھی جناب اسپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے۔ تقریباً دو مہینوں سے ہم پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اس ایوان میں اور ایوان کے باہر لڑتے رہے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن درمیان میں ابھی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پھر ان لوگوں نے ہمارے ساتھیوں نے adjust کیا۔ لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنا یہ جناب اسپیکر صاحب! ٹریژری بینچز کی ذمہ داری ہے۔ لیکن ہم انکے ساتھ مدد ضرور کریں گے۔ جو امن و امان کے حوالے سے ہے (مداخلت۔ شور) جب تک جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب اس نشست کے چیئرمین نہیں

ہوں گے جب تک سی ایم صاحب کو بحیثیت چیئرمین آپ اعلان نہیں کریں گے جناب اسپیکر صاحب! اس نشست پہ بیٹھنا اور گفت وشنید کرنا کوئی معنی نہیں رکھے گا۔ ہماری گزارش ہے ٹریژری بینچز والوں سے اور جناب سے کہ سی ایم صاحب کو آپ چیئرمین declare کریں جب ہم سی ایم صاحب پر اعتماد کرتے ہیں تو اُنکے لئے کیوں اتنا وہ ہے کہ وہ اپنے سی ایم پہ اعتماد نہیں کرسکتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟

**میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ):** آپ نے مدعا کمیٹی کے سامنے رکھا انکو کہا کہ آپ اپنے نام دیدیں آپ نے ہمیں بھی بلا کر ہم سے کافی لمبی طویل میٹنگ کی نام آپ نے لیئے تیار کیا اب ان کو کس بات پر اعتراضات ہیں آپ نے announce کر دیا یہی بات احسان شاہ صاحب نے کی کہ جو فیصلے اُس میٹنگ میں ہوں گے اُس کمیٹی کے اندر وہ recommendations ہوں گی چیف منسٹر صاحب کو اُسی پر کام اور عملدرآمد ہوگا۔ اب نہ ماننے والی بات ہے تو پھر ہم بھی ایسی کمیٹی نہیں مانتے ہیں۔ جو کمیٹی آپ نے announce کی اُسی طرح بنی چاہیئے۔

**شفیق احمد خان:** جناب اسپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر۔

**جناب اسپیکر۔** جی!

**شفیق احمد خان:** جب اس پہ کوئی میرے خیال میں قباحت کی بات تو نہیں ہے کہ اگر سی ایم صاحب اسکی چیئرمین شپ لے لیں اگر وہ۔۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** نہیں آپ کی بات صحیح ہے لیکن اب میں نے اپوزیشن کے دوستوں سے جو نام مانگے گئے ہیں وہ اُنکی کی مرضی کے اُنہوں نے دے دیئے ہیں۔ اب ہم زبردستی نہ آپ نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ فلاناں دیں فلاناں نہ دیں۔ تو یہ اختیار جیسا کہ آپ کو ہے اُنکو بھی ہے جو نام اُنہوں نے دیئے ہیں۔

**شفیق احمد خان:** کوئی حرج نہیں ہمارا بھی سی ایم ہے اُنکا بھی سی ایم ہے۔ ہماری تو بات یہ ہے کہ دونوں طرف ہوگا ہمارے حقوق ہمیں مِل جائیں گے۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** جناب اسپیکر صاحب! ہمارے دوست کچکول صاحب اور ہمارے بہت سے دوست پہلے بھی اس معزز ایوان کے اور اس پارلیمنٹ کے رکن بھی رہے ہیں۔ اور یہ بھی ہم نہیں کہہ

سکتے ہیں کہ یہ ایوان کی اور روایات سے نابلد یہ بھی اس بارے میں نہ ہم سوچ سکتے ہیں اور نہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ جو ابھی انکا جو طریقہ کار ہے یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا چاہتے ہیں اور اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے ان دوستوں کی جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے دوست ہیں انکی حکومتیں بھی بنی ہیں اور ہم نے دیکھ لیئے ہیں اور وہ انصاف سے ذرا کام لیں کبھی بھی اُنہوں نے اپوزیشن کے لئے زندگی میں ریکارڈ اُٹھائیں جناب اسپیکر! کہ کبھی بھی اُنہوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ کبھی بھی اُنہوں نے اپوزیشن کو اپنے ڈویلپمنٹ میں اپنی پی ایس ڈی پی میں جگہ دی ہوئی ہے۔ یا کبھی بھی اپوزیشن نے اُن سے اس قسم کی گزارشات کی ہیں۔ اور جناب اسپیکر مجھے افسوس ہیں دو قسم کی باتوں پہ یہ کیا بات کرتے ہیں۔ ایک طرف ڈویلپمنٹ کے شوقین ہیں۔۔۔ (مداخلت)

**جناب اسپیکر:** کچکول صاحب! مولانا صاحب کو سُن لیں پھر آپ کو بھی موقع دیں گے۔

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** ایک طرف تو ڈویلپمنٹ کے شوقین ہیں کہ سال بھر نہ اُنکو کوئی لاء اینڈ آرڈر نظر آ رہا ہے نہ اُنکو بم بلاسٹ کرنا نظر آ رہا ہے نہ اُنکو فوجیوں کو قتل کرنا نظر آ رہا ہے سب کچھ گزر کے یہ کوئی پاکستان کے مفادات نہ نظریاتی سرحدات اور نہ جغرافیائی سرحدات اُن کو نظر آ رہے ہیں لیکن ایک ڈویلپمنٹ کیلئے پی ایس ڈی پی کے لئے اتنے شوقین ہیں۔ دوسری طرف جب حکومت پاکستان بلوچستان میں میگا پراجیکٹ تاریخ میں اتنے بڑے منصوبے شروع نہیں ہوئے ہیں تو اُنکے خلاف وہ سب کچھ کرتے ہیں۔ یہ کسی بھی چیز کو درگزر نہیں کرتے ہیں تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اگر ڈویلپمنٹ کی اتنے شوقین ہیں جو پورے ایوان کی روایات کو پامال کر دیا اس لئے کہ پی ایس ڈی پی میں انکا ایک کروڑ اگر نہیں ڈالا ہوا ہے۔ سب کچھ ہم نے دیا ہوا ہے جناب اسپیکر! لیکن پھر بھی اگر اتنے شوقین ہیں تو وہ اربوں روپوں کی جو ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے وہ کیوں؟ وہ کیوں نہیں چھوڑتے ہیں؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ انکو ڈویلپمنٹ کا شوق ہے نہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ انکو کوئی ہمدردی ہے۔ خواہ مخواہ اسطرح کی بات بناتے ہیں تا کہ دنیا کو یہ show کر دیں پتہ نہیں کس کی خدمات کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں دوستوں سے۔ اب اس پوائنٹ پر بات کروں گا آپ بتائیں جناب اسپیکر! جب ایک کمیٹی بنتی ہے چیف ایگزیکٹو بلوچستان کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے وہ پورے بلوچستان کا نگران ہوتا ہے اب آپ یہ بتائیں کمیٹیاں

بنتی ہیں اور چیف منسٹر اُسکا فریق ہوتا ہے۔ چیف منسٹر وہ اتھارٹی ہوتا ہے کہ وہ جو بھی مختلف حالات ہیں مختلف معاملات میں کمیٹیاں حکومت کی اپنی بھی بنتی ہیں حکومت اور اپوزیشن کی بھی کمیٹیاں بنتی ہیں لیکن ساری کمیٹیوں کی جو سفارشات ہیں اُن پر عملدرآمد کے لئے وہ چیف منسٹر ہوتا ہے۔ وہ ایک اتھارٹی ہوتا ہے۔ اگر چیف منسٹر ہم اس کمیٹی میں حکومت کی طرف سے فریق بنا کر بیٹھ جائیں تو پھر عملدرآمد کون کرے گا جناب اسپیکر! یعنی ہم نے انکے مفاد میں ایک اسطرح کا کام کر دیا۔ یہ چاہتے ہیں کہ چیف منسٹر فریق بن کے چیف منسٹر تو حکومت کا نمائندہ ہے اب جب مذاکرات ہو جب بحث ومباحثہ ہو اور چیف منسٹر اسمیں بیٹھیں کہ حکومت کی طرف سے چیف منسٹر اچھا یہ تو حکومت کے دفاع تو کریں گے جب حکومت کے کاموں کی جو بھی ہوں وہ دفاع کریں گے تو پھر یہ اتھارٹی پہ یعنی چیف منسٹر پہ کون پہنچے گا اور اس پہ عملدرآمد کون کرائے گا۔ لیکن ہم نے ان کے لئے ایک ایسا راستہ بنایا ہے ایک ایسا موقع دے دیا کہ کمیٹی جو بھی فیصلہ کر کے جو بھی سفارشات کر کے لیکن چیف منسٹر ان پہ عملدرآمد کرائیں گے۔ اب اتھارٹی کا جب ہم نے راستہ چھوڑ دیا ہم نے انکے لئے مقام چھوڑ دیا انکو سمجھ نہیں آتا۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب اسپیکر! آپ تو ہم پہ اتنے الزامات لگا رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** کچکول صاحب! سُنیں انکو۔

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** میں سمجھتا ہوں اور میرے دوستوں سے یہی گزارش ہے کہ اگر یقیناً بلوچستان کے مفاد میں بات کرنا ہے تو بلوچستان کیلئے یہ ڈویلپمنٹ، ہم تو یہی رونا رو رہے ہیں کہ بلوچستان میں ڈویلپمنٹ کرنے چھوڑ دیں تاکہ ڈویلپمنٹ ہو جائے۔ لیکن ڈویلپمنٹ پہ تو ویسے بھی ہم انکے ساتھ بیٹھتے اگر ایک دوروڈ انکی نہ ہوتو انشاءاللہ سب کچھ ہو جائے گا لیکن اگر انکا زیادہ ہوں تو اِن سے کچھ کاٹ کر کے دوسرے علاقے میں دے دیتے۔ لیکن اصل معاملہ آج اسی ڈویلپمنٹ کی بنیاد پہ جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔ یہ زیادہ ضروری ہے اِس پہ بات کرنا چاہیئے جو پوری دنیا میں بلوچستان کی روایات پامال ہو رہی ہیں تو اس پہ بات ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اچھا موقع ہے اور بلوچستان کے مفاد میں یہ بات کرنا چاہیئے بلوچستان کے مسائل کو حل کرنا چاہیئے۔ تو میں سب دوستوں سے گزارش کروں گا کہ یہ خواہ مخواہ جب آپ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب آپ کے مفاد میں کوئی بات ہو تو نہ بلوچستان کے مفاد

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کی خیر خواہی نہیں ہے۔ ہم مل بیٹھ کے بلوچستان کی خیر خواہی کیلئے کام کریں شکریہ جناب اسپیکر!

**جناب اسپیکر**: جی!

**جان محمد بلیدی**: جناب اسپیکر! دیکھیں یہاں بلوچستان کی ڈویلپمنٹ کی بات تھی ہم نے شروع میں ایک بات رکھی تھی کمیٹی کو مشروط کیا تھا ہم جام صاحب کو فریق بنانا نہیں چاہتے ہیں ہم نے کہا تھا واضح طور پر کہ جام صاحب کمیٹی کے چیئر مین ہوں گے۔ اور واضح طور پر کمیٹی کی تجویز ہم نے مان لی اُسمیں یہ واضح تھا۔ کہ اُسمیں جام صاحب کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ اب دیکھیں اگر وہ چاہتے ہیں یہ ایک الگ strategy ہے جہاں بھی کمیٹیاں بنتی ہیں اسی لئے کہ کام کو pending میں ڈالا جائے۔ لیکن تاہم ہم نے اِس پہ agree نہیں کیا تمام آپ کی کوششوں کے باوجود ہم نے بھی بار بار باتیں کیں ہماری یہ کوشش تھی کہ معاملات حل ہوں اور اسمبلی کا اجلاس باقاعدگی سے چلے اور ہم نے اسی لئے یہاں آ کے بات کو ختم کر دیا ہمیں اچھی طرح پتہ ہے کہ یہ ہم سے کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اور یہ کیا اُنہوں نے کیا strategy بنائی ہے۔ لیکن تاہم آپ کے کہنے پہ ہم نے واضح طور پر مشروط انداز میں کہ جام صاحب کمیٹی کے چیئر مین ہوں گے اور آپ ممبر ہوں گے۔ یہ کمیٹی ہمیں قبول ہے اور وہ بیٹھ کے فیصلہ کرے۔ لیکن باوجود معاملات کو۔۔۔ (مداخلت)

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر)**: جان بلیدی صاحب! ایک منٹ ذرا سُنیں اگر جام صاحب کو کمیٹی کا چیئر مین بنانا چاہتے ہیں جام صاحب ویسے بھی اِس حکومت کے چیئر مین ہیں اور جام صاحب کی حکومت نے فیصلہ کیا ہوا ہے تو ماننا پڑے گا۔ جب آپ نہیں مانتے ہیں تو جام صاحب کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ یہ تو جام صاحب کی حکومت نے یہ بجٹ بنایا ہوا ہے یہ تو جام صاحب کی حکومت میں یہ سب کچھ موجود ہے۔

**جناب اسپیکر**: اوکے۔ جی کچکول صاحب!

**کچکول علی ایڈووکیٹ**: دیکھیں ہم لوگوں کو realistic ہونا چاہیئے۔ ہم لوگوں کو اتنا بھروسہ جام صاحب پر ہیں ہے وہ اتھارٹی بھی ہے اور اسوقت یہاں جو بلوچستان میں ہو رہا ہے یہ سارے اُسکو کہہ رہے ہیں اور

وہ جو ساری irregularities ہیں یہ جو فنڈز چار ڈسٹرکٹوں میں ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر جام صاحب کا اسمیں اچھی طرح عمل دخل ہوتا تو یہ injustices نہیں ہوتے۔ ہمیں اُس پر بھروسہ ہے۔ وہ دیکھ لیں ہم اُسکی نشاندہی کرلیں گے۔ ایسا نہیں کہ ہم لوگوں کی نیت یہ ہے کہ خدانخواستہ ہم کہتے ہیں وہ وہاں چیئر کرلیں اُسکی وہ شان کے خلاف ہے۔ ہم لوگوں کا ایک بھروسہ اُس پر تھا کہ وہ اگر ہو جائیں ہم اپوزیشن کے لوگ دیکھ لیں گے ہمارے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں وہ اسکی grievances ہیں ہماری جو grievances ہیں وہ اُنہیں ختم کرلیں۔ جناب والا! جہاں تک گوادر کے بارے میں میرے دوست نے فرمایا کہ آپ لوگ وہاں ڈویلپمنٹ کرنا نہیں چاہتے ہیں ہم لوگوں نے قرارداد اسی اسمبلی میں پاس کروائی ہے کہ وہاں ڈویلپمنٹ ہو لیکن بلوچستان کے لوگوں کا عمل دخل ہو۔ وہاں سرمایہ کاری ہو بلوچستان کے لوگ ہو چیمبر آف کامرس ہو۔ لوگوں کی appointment ہو بلوچستان کے لوگوں کی appointments ہو۔ سینڈک میں اگر ملازمت ہو بلوچستان کے لوگ دربدر ہیں یہاں کے لوگوں کو لیئے جائیں۔ ایسا نہیں کہ ہم لوگ یہ کہیں کہ sir development ہو اور ہم لوگ دیکھ لیں ڈویلپمنٹ اور اُسکا عمل دخل میں ہماری کوئی share نہ ہو۔ یہ باتیں ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ اب کمیٹی تو میں نے اناؤنس کی۔ جی جعفر خان صاحب!

شیخ جعفر خان مندوخیل: جناب اسپیکر صاحب! شکریہ آپکا کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ آپکی کاوشوں سے اور آپکی اس رواداری سے اس اسٹیج پہ پہنچ گئے ہیں کہ ہم اپوزیشن اور حکومت ایک جگہ پہ بیٹھنے پہ تیار ہوگئی ہے۔ اور controversial جو آئٹم تھا اُسمیں پی ایس ڈی پی کے حوالے سے اُس پہ دونوں نے اپنے نام بھی دے دیئے ہیں۔ اب، اگر حقیقت میں دیکھا جائے بجٹ پہ ہم کو بھی اعتراض تھا لیکن ہم چونکہ ٹریژری بینچز کے ممبر تھے جام صاحب کے ساتھ الگ بیٹھے ہیں ۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) کچھ اُس نے دُور کردیئے ہیں مہربانی اُسکی۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ اس نے کم از کم اپنی پارٹی والوں کا تھوڑا بہت خیال رکھا۔ اور جو واسع صاحب نے کہا کہ پچھلے بجٹ بنتے رہے دراصل یہی کمزوری رہ گئی ہے اس بجٹ میں۔ جام صاحب سے بھی میں نے دو مہینے پہلے request کی تھی بجٹ سے پہلے۔ وہ جام صاحب خود ہی یاد کریں گے۔ جب میں فنانس منسٹر تھا بجٹ میں پیش کرتا تھا پی ایس ڈی

پی جام صاحب بناتے تھے۔ تو ایک ڈیڑھ مہینہ اسکا exercise پہلے وہ کرتا تھا تمام اپوزیشن والوں کو بھی بلاتا تھا ٹریژری والوں کو بھی بلاتا تھا پھر proper adjust ہو یا نہیں ہوا ہے وہ شاید واسع صاحب کو گلہ ہوا ہوگا میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ لیکن ایک روایت ہماری یہ بھی ہے کہ جس وقت ہم بجٹ بناتے تھے کہ ہم اُنکی آراء سُن لیتے تھے اُن کی تجاویز سُن لیتے تھے کہ شاید پورا اِسوقت اُنہوں نے نہیں سُنا ہو یا controversy ہوگئی۔ اب میں کہتا ہوں کہ جام صاحب پر اگر وہ بھی اعتماد کرتے اور ہم بھی اعتماد کرتے اور وہ حل بھی ہو جائے گا۔ چیئرمین تو ویسے بھی کسی کمیٹی کا ہوتا ہے یا آپ بنیں یا جام صاحب بنیں basically کیونکہ اس controversy میں جو main جو اپوزیشن آتی ہے that is against not the Finance Minister کہ مولانا واسع صاحب کے against آتی ہے کیونکہ اُنہوں نے پی ایس ڈی پی بنائی ہے۔ اُس پر اعتراض ہے اچھا ہے یا غلط ہے وہ اپنی جگہ پہ ہے۔ that is something else۔ اُسکے ماسوائے وہ بھی اسکا چیئرمین تو ہر کمیٹی کی کوئی کمیٹی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت ٹریژری ممبر میں اگر جام صاحب خود ہی بن جائیں اور اِنکو بلا کے سب کو بلاؤ میں بھی آؤں گا اُسمیں کوشش کریں گے کہ کتنا adjust ہوسکیں وہ adjust کر دیں۔ یا پھر کسی دوسرے ایسے سینئر آدمی جس پر یہ سب اکٹھے ہوسکیں آپ کو بیشک نامزد کر دیں۔ جو اتنی محنت ہوئی ہے اُسکو پھر ایک پوائنٹ پر دوبارہ اتنی controversy جو چلی ہے اُن سب کو ایک پوائنٹ پہ توڑ کے ہم دوبارہ down to the boycott یا دوسرا یا تیسرا یہ اِن چیزوں میں نہ جائیں۔ خواہ مخواہ بجٹ بنتا ہے اُسمیں اعتراضات بھی آتے ہیں کوئی بھی بجٹ ایسا نہ ہوگا کہ وہ بنا ہوگا اور اُسکے اُوپر اعتراضات نہیں آئے ہوں گے۔ سب سے پہلے مجھے خود بھی اعتراض تھا میں کیوں چھپاؤں لیکن بجٹ کے اُوپر چونکہ ٹریژری بنچز کا ممبر تھا میں نے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ملاقات کی۔ اب اگر اِنکو اعتراض ہے اور ہمارے ساتھیوں کو بھی اِن چیزوں پہ اعتراض ہوسکتا ہے تو وہ مِل بیٹھ کر کے جو آپ نے محنت کی اسکو ضائع نہ کریں کوئی چیئرمین نامزد کر دیں کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ نہ کوئی پوائنٹ آف پرسٹیج ہے نہ پوائنٹ آف وہ ہے۔ جام صاحب اس حکومت کے head ہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں جب حکومت کا head ہوتا ہے تو اُنکے لئے یہ پرابلم ہوتے ہیں۔ ہاں دوسرا جو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے وہ میں کہتا ہوں وہ سب اسمبلی کا

ہے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم اس لاء اینڈ آرڈر میں جتنے بھی ہم لوگ تعاون کر سکتے ہیں جتنے ہم public کو specify کر سکتے ہوں جتنے ہم لوگ ایک بہتر تجاویز لا سکتے ہوں اسمیں پھر سب اسمبلی کو تعاون کرنا چاہیئے ۔ اسمبلی کے حوالے سے چونکہ تمام بلوچستان کی نمائندگی اس اسمبلی میں ہے۔ ہم اپنے لوگوں کو بھی کوشش کریں کہ اسمیں انہیں involve کرلیں کہ وہ بھی اسمیں involve ہو جائیں ۔ کیونکہ اگر صوبے کے حالات بگڑے تو ہم سب اسمیں متاثر ہوں گے اگر حالات اچھے ہوں گے تو ہم سب اسمیں فائدے میں ہوں گے۔ thank you that were my submissions.

**جناب اسپیکر**۔ مہربانی۔ جی۔

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر)**: جناب اسپیکر! جعفر خان صاحب نے بہت اچھی بات کہی کیونکہ ہمیں بھی معلوم تھا اس وجہ سے ہم نے اپنے درمیان میں اُن لوگوں کو ڈھونڈا کہ اُنکا بجٹ پہ اعتراض تھا تاکہ دوستوں کی تسلی وتشفی کیلئے اس وجہ سے ہم نے جعفر خان صاحب کو اسمیں ڈال دیا کہ تاکہ اپنا تو ہے ہم بھی اُنکے ساتھ ہو جائیں پھر بھی ہم ایک ایسی پی ایس ڈی پی بنایا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے تو اس وجہ سے ہم نے جعفر خان صاحب کو اسمیں ڈال دیا اور جعفر خان صاحب کی بہت اچھی تجویز ہے جام صاحب اگر انکے جنرل سیکرٹری ہے تو ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ ڈال سکتے ہیں کہ چونکہ یہ انکا اپنا جنرل سیکرٹری ہے اور یہ انکا صدر ہیں اور ہماری گورنمنٹ اور ہمارا فیصلہ تو یہ ہے جو ہم نے آپ کے سامنے ذکر کر دیا۔

**جناب اسپیکر**: جی۔

**حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات)**: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری اپوزیشن ہٹ دھرم اور ضدی واقعی ہوئی ہے۔ مذاکرات کیلئے کچھ لچک ہونا چاہیئے ۔ پہلے ہی قدم پہ آپ نے پاؤں جما دیئے۔ اب آگے پھر کیا بات ہوگی۔ آپ پہلے لچک دکھائیں تاکہ ہم بیٹھیں پھر کوئی کچھ ہم نرمی کریں کچھ آپ نرمی کریں یہ بات آگے بڑھے گی تو یہ ابتدائی قدم میں آپ تشدد دکھا رہے ہیں مہربانی فرمائیں آپ اس شرط کو چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ بات چلے گی آپ کی بات سُنیں گے دوطرفہ انشاء اللہ جب دلائل آئیں گے تو بات بن جائے گی۔

جناب اسپیکر: سردار ثناء اللہ صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے اس مسئلے کو حل کر دیں آپ بڑے بھی ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری: شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں تو یہی کہوں گا آپ کے چیمبر میں ہم بیٹھے ہوئے تھے بات تو کی ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ باقی دوستوں نے بھی بات کی ٹریژری بینچز کے دوستوں نے بھی بات کی اپوزیشن کے دوستوں نے بھی بات کی ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ یہی کہا ہے کہ جو ہمارے بلوچستان اسمبلی کی جو روایات ہیں ہم اُن کو قائم رکھیں۔ حتیٰ الوسع کوشش بھی یہی کر رہے ہیں کہ اُن روایتوں کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن ایک بات ہے جناب اسپیکر! میں تو یہی کہوں گا جام صاحب سے بھی میں یہی request کروں گا کہ جب جام صاحب صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں اور چیف منسٹر بھی ہیں تو چیف منسٹر ایک چھوٹی بات نہیں ہے یہ ایک بہت بڑی پی ایس ڈی پی کا مسئلہ ہے۔ اسمیں نہ میری ذات کا مسئلہ ہے نہ کچکول کی ذات کا مسئلہ ہے نہ ہمارے دوسرے دوستوں کی ذات کا مسئلہ ہے نہ ہمارے پشتون دوستوں کا مسئلہ ہے۔ اسمیں ہے بلوچستان کے لوگوں کا مسئلہ۔ جو 65 members ہیں ہمارے جس میں سے out of 65 میں اٹھارہ اُنیس ہمارے جو بندے ہیں وہ اسوقت ممبر آنرایبل ممبرز اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو آپ اسکا اگر ratio نکال لیں تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ 35 فیصد بلوچستان جو ہے اسوقت اپوزیشن میں بیٹھا ہوئے ہیں۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ ہماری وجہ سے ہمارے جو عوام ہیں ہمارے لوگ ہیں وہ suffer نہ کریں۔ اُنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے وہ بھی اُسی طرح کا حق رکھتے ہیں جس طرح کہ ٹریژری بینچز کے لوگوں کا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں سردار صاحب! اس پہ تو کمیٹی بنائی ہے۔ اب صرف اس مسئلے کو حل کرنے کی۔۔۔۔۔

سردار ثناء اللہ زہری: وہ وہی حق رکھتے ہیں وہ بھی بلوچستان کے عوام ہیں بلوچستان سے ہی اُنکا تعلق ہے اب یہ اُنکی خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی ہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ وہاں ٹریژری بینچز پہ۔ لیکن سب کے equal rights ہیں سب کو equal rights ملنے چاہئیں۔ تو اب میں اپوزیشن میں بیٹھا ہوں اور میرے حلقے کے لوگ suffer کریں تو میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں ہے۔ اور یہ انصاف پر مبنی بات نہیں ہے تو جام صاحب کو بھی میں یہی request کروں گا کہ جب دونوں اطراف سے اُن پہ اعتماد کا اظہار کیا ہے تو جام صاحب کو اِس میں بیٹھ جانا چاہیئے۔ ہم بھی اسمیں بیٹھے ہوئے ہیں اور

ہم جام صاحب کو یقین دلاتے ہیں مولانا واسع صاحب کو بھی یقین دلاتے ہیں اور فنانس منسٹر صاحب کو بھی یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم بیٹھ کے افہام وتفہیم سے اسکا کوئی مسئلہ نکال لیں گے۔ اگر جام صاحب یہاں پر نہیں بیٹھے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ اسی طرح حل نہیں ہوگا اور یہ break ہو جائے گا۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہ break ہو۔ تو جب یہ کمیٹی جام صاحب کی کمیٹی میں بیٹھے گی ہو سکتا ہے ایک ہی میٹنگ میں ہم یہ finalize کر کے اُسی وقت وہاں اُٹھ جائیں۔ یہ پھر جائے گا جام صاحب کے پاس پھر جام صاحب اُسکی approval دیں گے پھر approval آئے گی پھر ہم اُس پہ اعتراضات کریں گے پھر اعتراضات کے بعد پھر ہمارے اعتراضات کو note کیا جائے گا پھر جام صاحب کے پاس جائے گا پھر وہاں سے آئیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں یہ prolong ہوگا جتنا prolong ہوگا نہ ہمارے حق میں ہے نہ اس اسمبلی کے حق میں ہے اور نہ بلوچستان کے عوام کے حق میں ہوگا۔ تو میری یہ رائے ہے کہ اسکو دیکھ لیں جام صاحب۔ اگر جام صاحب کی خود اپنی reservations ہیں تو جام صاحب بتا دیں ہمیں۔ تو پھر اس پر ہم دیکھ لیتے ہیں بات کر لیتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی جام صاحب!

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** جناب اسپیکر! ایک بات میں وضاحت کیلئے کہہ دوں چونکہ جعفر خان صاحب نے یہاں کہہ دیا کہ بجٹ پہ ہمارا اعتراض ہے وہ تو اُنکے اعتراضات اپنی جگہ پہ۔ اور اسکے لئے ہم نے کہہ دیا۔ اور دوسرا ایجنڈے کا جو شق ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے تو ماشاءاللہ وہ مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں اور اُوپر بھی اِنکی حکومت ہے اور اِدھر بھی اِنکی حکومت ہے اور مسلم لیگ والے جناب اسپیکر! یہی کہتے ہیں کہ ہمارے بلوچستان کے لاء اینڈ آرڈر قوم پرستوں کی وجہ سے خراب ہے۔ سارے یہ قوم پرستوں کے کھاتے جب کور کمانڈر کے پاس جب جاتے ہیں یا فوجیوں کے پاس جب جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں۔ تو ہم انہی کی بنیاد پہ اگر اس کی وجہ سے خراب ہے تو اِنکے ساتھ ہمارے مذاکرات تو ہم اُنکو کہہ دیں گے۔۔۔۔۔ (مداخلت)

**عبدالمجید خان اچکزئی:** مولوی صاحب! آپ بات کس طرف لے گئے آپ کا اور جعفر خان کا اپنا مسئلہ ہے کور کمانڈر کے حوالے سے پہلے بھی ہم نے وضاحت کی ہے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): آپ میری بات سُنیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں آپ کا مؤقف چھاؤنیوں پر واضح ہے ہمارا بھی واضح ہے چھاؤنیوں سے متعلق فوجی آپریشن کے متعلق ہمارا مؤقف واضح ہے۔ اور یہاں پر گوادر کے متعلق۔۔۔۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): مجید خان صاحب! آپ نہیں سمجھے میں آپکی بات نہیں کر رہا ہوں کہ آپ کور کمانڈر کے نیب والے کور کمانڈر کے پاس جاتے ہیں آپ کی بات میں نے نہیں کی ہے آپ ذرا بیٹھ جائیں۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: مجید خان صاحب! آپ کی بات نہیں کی اُنہوں نے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالمجید خان اچکزئی: بات یہ ہے کہ کور کمانڈر کے حوالے سے جو بات اُنہوں نے کی کہ قوم پرست جاتے ہیں وہاں اُسکے پاس۔ میں اور سردار صاحب گئے تھے بلکہ علیحدہ علیحدہ گئے تھے۔ کور کمانڈر کے ساتھ ہم نے چمن کی زمینوں والا مسئلہ اُٹھایا ہے۔ ہم نے اُس کو وہاں چھاؤنیوں۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ کی بات نہیں کی کہ آپ گئے ہیں۔ جی۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب مجید خان صاحب! آپ اگر گئے ہیں جو بھی کچھ ہو میں نے نہ آپ کا ذکر کیا ہے آپ کور کمانڈر کے پاس گئے ہیں یا نہیں گئے ہیں اسکا تو میں نے سرے سے ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ اسکی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جو کور کمانڈر کے لوگ ہیں سب اُسکو جانتے ہیں۔ جو کور ہیڈ کوارٹر سے تعلق رکھتے ہیں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): میری بات ذرا سُنیں میں مُسلم لیگ کی بات کر رہا ہوں۔ اگر مسلم لیگ کے جواب آپ دیتے ہیں تو بیشک دے دو۔

محمد نسیم ترِیالئی: قوم پرستوں کی بات آپ نے کی۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: آپ بات سُنیں۔ مجید خان صاحب پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ جان محمد صاحب پلیز۔ اسکو

سُنیں۔ سُنیں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند) او کے۔ مجید خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔

**سردار ثناء اللہ زہری:** مجھے بولنے دیں میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے کہ جب کمیٹی آپ نے بنائی ہے ہاؤس کے اندر ہم بیٹھ کے ایک کمیٹی پہ آپس میں لڑ رہے ہیں تو آپ خود سوچیں کہ جب کمیٹی رُوم میں ہم بیٹھیں گے تو کیا حال ہوگا۔ اسی لئے ہم رونا رو رہے ہیں کہ جام صاحب کو اسمیں بیٹھنے دیں جام صاحب کو بٹھائیں اسمیں۔ ابھی آپ کیوں یہ کر رہے ہیں کیوں اسکو اُلجھا رہے ہیں۔

**محمد نسیم تریالئی:** ہم کہتے ہیں کہ سی ایم صاحب اسکا چیئرمین ہو۔ مسلم لیگ والے بھی اس پہ متفق ہیں تمام اپوزیشن اس پہ متفق ہے ٹریژری بینچز والے اس پہ متفق ہیں صرف مولوی صاحب کو اعتراض ہے۔ تو مولوی صاحب آپ بھی مانیں یہ سی ایم ہیں تمام صوبے کا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ پی ایس ڈی پی پہ سب کو اعتراض ہے ہمارے جو خدشات ہیں وہ صرف سی ایم صاحب دُور کر سکتے ہیں۔ وہ جو کمیٹی بنائی ہے ہم لوگ اسکو پیش کر دیں گے۔ آپ کو کیا اعتراض ہے؟

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** میں تو جعفر خان کی بات کا جواب دے رہا تھا۔ جب آپ لوگوں کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے تو اگر آپ مسلم لیگ میں ہیں آپ تو پشتونخوا ملی عوامی پارٹی میں ہیں اگر میں نے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کا نام لیا ہے تو آپ مجھے بتائیں؟ جب جعفر خان کی بات کرتا ہوں میں تو مسلم لیگ ہے اور میں اسکا جواب دے رہا ہوں تو آپ لوگوں کا کیا ہے۔۔۔ (مداخلت)

**جناب اسپیکر:** بات سُنیں بس اب زیادہ ہو گیا آپ تشریف رکھیں اعظم صاحب۔ سردار اعظم صاحب بیٹھیں ابھی اس پہ آ جائیں۔

**مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر):** بنائیں گے یا نہیں بنائیں گے۔ اعظم صاحب یہ ہے کہ پھر کمیٹی میں ثابت ہو جائے اگر یہ لوگ یقیناً کام کرتے ہیں تو ٹھیک اگر وہ نہیں کرتے ہیں تو پھر کیوں یہ لوگ ان پہ الزام لگاتے ہیں۔ تو اس وجہ سے ہم نے یہ دوسرا شق ڈالا ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** جی آپ نسیم صاحب! پلیز۔ جی جام صاحب!

**کچکول علی ایڈووکیٹ۔** اسلئے میں کہتا ہوں شف شف نہ ہوں۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** سی ایم صاحب ہمارے چیئرمین ہوں گے تو ٹھیک otherwise ہم لوگ اپنے واک آؤٹ کو جاری کریں گے۔ پھر اُن کا منشاء ہے۔

**جناب اسپیکر:** جی جام صاحب!

**جام میر محمد یوسف (قائدِ ایوان):** محترم جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک طرف تو خوشی کا مقام ہے کہ ہم کسی حد تک آپس میں بیٹھ کر افہام و تفہیم سے ہی اپنے مسائل کو حل کرنے میں کوشاں ہیں اور اسمبلی تک تو بات آ چکی ہے اور آپ ویسے بھی کوشش کر رہے ہیں کہ آپس میں بیٹھ کر اُس پر فیصلے ہوں۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی بصیرت ہے کہ حالات کو جانتے ہوئے اور custodian of the assembly کا میں سمجھتا ہوں کہ اُسکے فرائض منصبی میں ہے کہ وہ اپنی اسمبلی کی saving کو مثبت اور اچھے انداز سے چلا سکے اور یہی وہ نظیر ہے جو مستقبل میں آنے والی اسمبلیاں آپ کے دلائل دیتی ہیں کہ واقعی اسپیکر کی کارکردگی اور اُسکی اچھائی اور اُسکی writ کتنی حد تک اسمبلی پہ قائم ہے اور اس پہ میں سوچتا ہوں کہ جو کردار آپ نے ادا کیا ہے تمام صوبائی اسمبلیاں اس پہ آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتی ہیں۔ کہ اس میں آپ نے بلا فرق پارٹی کے آپ نے ایک مثبت رائے اپوزیشن کے سامنے دی تھی۔ جہاں تک میرے بارے میں اپوزیشن نے جو soft corner رکھا ہوا ہے اُنکی مہربانی جنہوں نے مجھ پہ اعتماد کیا لیکن میں یہ ضرور کہتا چلوں کہ میرے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق پڑتا اگر واقعی صدقِ دل سے اور نیک نیتی سے ہم اپنے جو reservations ہیں اُنکی اصلاح کریں واقعی مثبت انداز سے اور جمہوری انداز سے اُسکو حل کرنا چاہتے ہیں تو میرے خیال میں دنیا کی جتنے بھی مسائل ہمارے سر پر آن پڑے تو اگر صدقِ دل سے ہماری آپ لوگوں کی اور ساری اور اس جمود کو ختم کر دیں تو میرے خیال میں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ میرے behave نہ ہوتے ہوئے یہ مسائل حل نہ ہوسکیں اور یہ مسئلہ حل نہ ہوسکے۔ جہاں تک کچھ باتیں ایسی تھیں جو ظاہر ہے کہ ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلتے ہوئے جس طرح کہ آپ component opposition group ہیں جس میں سے ذہن بہت سارے اپوزیشن کے mark کرنا میں کہوں گا لیکن جب بات آ جاتی ہے اپوزیشن میں تو آپ لوگ سب اکٹھے سب ایک ہی issues پر آپ واک آؤٹ بھی کرتے ہیں اور ہر ایک بات پر آپ بہت ہی فیصلے دیتے ہیں۔ تو ظاہر

ہے کہ جب component government بنتی ہے تو اپنے اشتراک میں تو اپنے دوستوں کا احترام کرتے ہوئے ہم بھی وہی چاہیں گے کہ جو ہم اپنے دوستوں سے مشورہ کریں۔ لیکن ایک بات میں کہتا چلوں کہ کوئی ہمارا ذاتی یہ ارادہ نہیں تھا کہ جب پی ایس ڈی پی کی بات آئی تو ہم نے کچھ ایسی باتیں آپ پر عائد کیں کہ جس پر کچھ دوستوں نے کہا کہ لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں کوئی بات آئی ہے۔ لیکن یہ ریکارڈ اور اسمبلی کے میرے خیال میں اسمبلی میں بھی موجود ہے اور اُسکا اگر جائزہ لیا جائے تو محترم جناب کچکول صاحب نے کہا کہ جی اگر یہ واقعی حالات ایسے ہیں اور اس سے بلاوجہ اگر اپوزیشن سے ناانصافیاں ہو رہی ہیں اور بلوچستان میں تو یہ راکٹ بھی اُٹھیں گے اور فوج کے افراد بھی مریں گے اور میگا پراجیکٹ کی بھی رکاوٹیں ہوں گی اور یہ تو باتیں چھُپی نہیں ہیں اا ور اخباروں میں بھی میرے خیال میں اگر آپ دیکھ لیں اسکا مطالعہ کریں تو یہ باتیں ہر وقت ہوتی رہتی ہیں۔ اب مسئلہ ہے چیئرمین شپ کا۔ تو بات آ پہنچتی ہے مجھ پر کہ اپوزیشن کا زور ہے کہ میں اسکا چیئرمین شپ لوں۔ میرے دوستوں کا زور ہے کہ جی جو کمیٹی آپ نے form کر دی ہے اور اُس پر پہلے ہی فیصلہ ہو گیا تھا کہ جی پہلے تین افراد ہوں گے اُس کمیٹی میں تین افراد اپوزیشن کے ہوں گے اور وہ بیٹھ کے فیصلہ کر لے پھر بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اسکا مطالبہ زیادہ ہونے لگا اور پھر یہاں تک پتہ چلا کہ آٹھ ممبر اپوزیشن سے ہوں گے آٹھ ممبر ٹریژری بینچز سے ہوں گی۔ تو ہم نے کہا کہ چلیں یہ بھی اچھی بات ہے کہ اس کمیٹی سے بیٹھ کر گفتگو ہوتی رہے گی کیا ریزرویشن ہے آپ کی جیسا کہ کچکول علی صاحب نے کہا ہے کہ چار ڈسٹرکٹوں پہ انکو reservation ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے وہ ہمارے reservation کو رکھتے ہوئے پہلے اسکی کمیٹی بیٹھ کے فیصلہ کر لے پھر بعد کی باتیں ہم سوچتے رہیں گے کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر واقعی کوئی ایسا پیمانہ اگر ان حالات کو درستگی کی طرف لانا چاہتے ہیں جو اپوزیشن چاہتی ہے۔ ویسے بھی میں یہ اِنکی precedent ہے صوبائی حکومتوں کی۔ میں آج بھی یہی کہوں گا جب بھی مجھے اجازت ملے گی میں کہتا رہوں گا کہ خود کچکول صاحب مجھے کہہ دیں کہ ہمارے دور اور آپ کے دور میں ہم بیٹھ کر اپوزیشن کے کسی فرد کو بُلا کر پوچھا تھا کہ اے ڈی پی ہے یا نہیں۔ صرف only question I do not to make it کہ وہ اِس سے react کر کے واک آؤٹ کر کے جائیں کہ چیف منسٹر نے کیا کہا یا جام یوسف نے کیا کہا۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں

کہ ایسے بھی آپ precedent جو parliamentarian norms کے ہیں آپ مرکز کو دیکھیں discretion powers کی بات کی آپ نے۔ آپ نے کہا کہ جی میں نے گھنٹے بانٹ لیئے ہیں۔ let me quote کہ فیڈرل گورنمنٹ میں محترم جمالی صاحب نے جو مختلف parliamentarians کو اپنے discretion power میں سے بجلی کے کوٹے دیئے تو کیا مسلم لیگ اور ہم لوگوں نے کبھی شور مچایا کہ جی کیوں دیئے ہیں؟ اور ہر فرد کے نام پہ آ گیا تھا کہ جی کسی کو دس گاؤں دیئے جائیں کسی کو پچاس گاؤں دیئے جائیں کسی کو پینتیس ملے تھے کسی کو مختلف گاؤں ملے تھے۔ لیکن why should we go into this kind of disgust اور میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ اس کمیٹی کے بارے میں جو میں آپ کو کہوں گا کہ میں آپ کو واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ ہماری نیتوں میں برائی نہیں ہے ہم بیٹھ کر آپ لوگوں کے یہ مسائل کو حل کریں گے۔ آپ اپنی کمیٹی کو activite کر دیں آٹھ ممبر آپ کے ہیں آٹھ ہمارے ہیں اور اُسمیں اگر کوئی بھی ایسے مسائل سامنے آئے اگر اس میں پوائنٹ کوئی بھی reservation کا آیا کہ جی جہاں وہی باتیں تو we can sit and talk into it ہم خود پارلیمنٹ کے افراد ہیں۔ آپ سارے افراد ہیں کوئی بھی ہمارے جتنے بھی کوئی آٹھ آدمی ہیں جو ہمارے ٹریژری بینچز کے دوست ہیں اُن میں سے کوئی بھی آدمی اُٹھ کے شعیب کہہ سکے گا احسان کہہ سکے گا جعفر خان مندوخیل کہہ سکے گا دوسرے آدمی کہہ سکیں گے اور ہر ایک آدمی کہہ سکے گا کہ ہاں اس پر بحث کیا جائے اس پر کوئی واقعی ambiguity ہے۔ اس کو کسی حد تک درست کیا جائے۔ جہاں تک اگر یہ ضد ہے کہ یہ چیف منسٹر اس میں شامل ہو جائے اگر میں یہ کہوں گا کہ جی میں نہیں ہوتا ہوں تو یہ بات پارلیمنٹری نارمز parliamentary norms کی ہے let the parliamentary norms shoud طاقتور ہو اور ہم نہیں چاہتے ہیں کہ آپ کی writ خدانخواستہ صرف کمروں تک محدود ہو اور اُس سے آگے نہ بڑھے۔ بلکہ آپ اسکی مہربانی کریں آپ بیٹھ کر میں تو چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے جتنے بھی اشوز ہیں administration point of view سے law and order کی یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں افراد مارے جا رہے ہیں بے گناہ لوگ مارے جا رہے ہیں راکٹ لوگوں کے گھروں کے اندر گر رہے ہیں۔ بمب بلاسٹ ہو رہے ہیں

we should find out ڈویلپمنٹ یہ اور تمام چیزیں کیا وجہ ہے آیا پولیس اُسے کنٹرول نہیں کرسکتی ؟ آیا ایسے افراد ہیں جو یہ چاہتے ہیں؟ آیا یہ جو مواد ملے let we should produce you those kind of masses which had been found in these kind of places, it is against Pakistan or it is against Balochistan? تو میرے خیال یہاں تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کہے گا کہ جی بلوچستان آزاد ہو پاکستان سے ہٹ کر اور کوئی بھی بلوچستانی یہ تسلیم نہیں کرے گا اگر وہ condone کرتے ہیں تو دوسری بات ہے condone نہیں کرتے ہیں تو ایک آدمی کا اپنا منطق فکر ہے کہ وہ کس حد تک وہ اس فلاسفی کو لے جا سکتا ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ اسے میرے خیال میں جو مواقع ملے ہیں ہم اس میں ہم لوگ فیصلہ کرلیں کچکول صاحب بھی ہیں آپ کے آٹھ افراد ایسے ہیں جو بیٹھ کر کے باتیں کرلی جائیں۔ واقعی ایسی چیزیں ہیں جو میرے علاقے میں ہیں تو آپ point out کریں گے۔ اور پی ایس ڈی پی موجود ہے جو آج سے بھی یعنی یہ تو آپ 1984 سے لیکر یا 1991 سے پی ایس ڈی پی کا اگر آپ مطالعہ کرلیں تو ہر ایک کو پتہ چلتا ہے کہ کہاں کہاں کس کس نے کس نے فائدہ زیادہ اُٹھائے ہیں وہ تو چھپی ہوئی بات نہیں ہے وہ تو آپ کی لائبریری کے اندر بھی موجود ہوگی اور کوئی بھی میرے خیال میں یہ انکار نہیں کرسکتا کہ کیا کچھ ہوئے ہیں۔ حکومت میں رہتے ہوئے لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ کیا نہیں ہوا۔ کتنی حد تک اپنی writ کو قائم کیا کتنی حد تک اپنی administration اور powers کو اور اپنے فنڈز کی utilization کو اور appointments کی جو مختلف نوکریوں کی یہ تو میرے خیال میں کوئی بھی آدمی اس چیز سے ناواقف نہیں ہے اور ڈیپارٹمنٹس ہیں ڈیپارٹمنٹس میں ہر چیز موجود ہے ایک ایک چیز کا آپ تجزیہ کرسکتے ہیں ایک ایک چیز کو نوٹ کیا جا سکتا ہے۔ آپ نے کوشش کی اپوزیشن کو منانے میں میں تو سمجھتا ہوں بہتر یہ ہے کہ اس coordination میں آپ head ہو جائیں اور سولہ ممبروں کی میٹنگ بلا کر اُن سے hearing کرتے رہیں۔ پھر مجھے کہیں کہ جی کہاں زیادتی ہوئی ہے اُسکا پھر میں ازالہ کروں گا۔ کیونکہ آج اسمبلی کی اچھائی اور برائی بھی آپ کے توسط سے کہی جائے گی کل اگر اسمبلی پر کوئی بات آتی ہے تو لوگ آپ پر کہیں گے کہ جناب اسپیکر صاحب اس اسمبلی کو چلا نہیں سکتے۔ اور چلانا نہیں جانتے۔ تو ہم یہ

چاہتے ہیں کہ اسکو آپ coordinate کریں اور coordination کے تحت آپ بھی اس میٹنگ میں بیٹھتے رہیں اور دیکھیں جائزہ لیتے رہیں اور یہی آپ کا وسیلہ تھا۔ جس سے آپ نے اس coordination کی میٹنگ کو مضبوط کیا اور اپوزیشن کے لوگوں کو بھی آپ نے لیا آپ نے اور ٹریژری بینچز کو بھی آپ نے ساتھ رکھا اور اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ یہ ذمہ داری خود coordinate کرتے رہیں اور آپ نوٹ بھی کرتے رہیں جہاں جہاں matters ہیں reservations کے جہاں جہاں بلوچستان کی صورتحال پر غور کرنے کے میرے خیال میں جس طرح کہ کچکول صاحب نے کہا ہے کہ کبھی اُنہوں نے ڈویلپمنٹ کی مخالفت نہیں کی کبھی یہ جو افراد ہیں افواج پاکستانی مارے گئے ہیں تو اُس پر بھی ہم مذمت کرتے ہیں کہ واقعی جن لوگوں نے یہ کیا ہے یہ نہیں ہونا چاہیئے ۔ اگر کور کمانڈر کی بات ہے تو وہ پاکستانی ہے۔ ہمیں پاک افواج پر فخر ہے اور ہم ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ آج سے نہیں بلکہ ہمیشہ جاتے رہے ہیں اس میں کوئی ہمیں روک نہیں کرسکتا۔ پاکستان کے مفاد میں اور اپنے علاقائی مفاد میں اور as a علاقے کو دیکھتے ہوئے ہم آج سے نہیں ہمیشہ جاتے رہے ہیں اگر آپ گئے ہیں دوسرے افراد گئے ہیں اسکی مذمت کرنے کیلئے کہ کیوں پاکستانی افواج مارے گئے ہیں یہ تو اچھی بات ہے کہ ہر ایک پاکستانی فوج پاکستان کی ، پاکستان کی افواج ہے بلوچستان کے لوگوں کی اگر یہ کہیں کہ جی فوج سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے نہ ہم ہمدردی جتلانے کے لئے گئے ہیں وہ ایک الگ بات ہے۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ آپ نے جس طرح initiative اسوقت لی ہے تو آپ مہربانی کرکے اسے سختی سے coordinate کریں اور دونوں اپوزیشن اور ٹریژری کو لیکر date wise fix کریں تاکہ اُس پر آپ بیٹھ کر ہم لوگ بیٹھ کر اس پر باتیں کریں اور جہاں آپ کی reservations ہیں وہ آپ ہمیں note کر کے دیدیں اور ہمارے ٹریژری بینچز کے جہاں ہوں گے وہ بھی ہمیں ملیں گے۔ آپ پھر آخری فیصلے میں جب آئیں گے تو میں آپ سے بیٹھ کر گفتگو کرلوں گا جو آپ مجھے dictate کریں گے۔ اور جس طرح آپ کہیں گے کہ جام صاحب یہاں یہاں کچھ ہے تو میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جام یوسف کسی صورت میں آپ کے کہنے پر ناں نہیں کرے گا جو آپ کہیں گے

As a speaker of the provincial assembly I stand beside you on any consequences (ڈیسک بجائے گئے) لیکن شرط یہ ہے کہ تالی پھر ایک ہاتھ سے نہیں بجانی چاہیئے۔ جہاں ہمارے demands ہوں گے ہم آپ سے بھی اپوزیشن سے بھی request کر لیں گے کہ یا پھر آپ ہماری بھی morality اور moral کو بھی عوام کے سامنے لیکر یہ کہیں کہ واقعی جہاں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں یہ ایک دانشور طریقہ نہیں بلکہ اگر کوئی بھی ہو اگر میرا لیڈر اگر پرائم منسٹر بھی کہے کہ جی یہ چیز غلط ہو رہی ہے صحیح نہیں ہو رہی صحیح ہے تو میں کہوں گا کہ جی یہ غلط ہو رہی ہے۔ تو کم سے کم ہم اُن بڑوں کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ جی ہم اسکو condone کر رہے ہیں تو آپ بھی اسکو condone نہیں کر رہے ہیں۔ جہاں غلط کام ہیں اُسے ہم بالکل غلط کہیں جہاں صحیح کام ہیں اُسکو ماننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی یہ صحیح نہیں۔ تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا میں آپ پر یہ بات چھوڑتا ہوں کہ جو فیصلہ کریں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ!

**سردار ثناء اللہ زہری:** شکریہ جناب اسپیکر! بڑی تفصیلی بحث ہوئی اس پہ اب ہم یہی چاہیں گے کہ جام صاحب نے جو باتیں کی ہیں اُس یقین دہانی کے بعد ہمیں آپ پہ اعتماد ہے تو آپ کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنائی جائے اس پہ ہمیں اعتراض نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر:** تو یہ تجویز دونوں طرف سے آئی ہے لیکن بعد میں مجھے اسمبلی کو بھی چلانا ہے۔

**سردار ثناء اللہ زہری:** جام صاحب نے بھی یہی کہا ہے ناں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب والا! ایسی بات ہو جو administratively اُسکی ایک proper ہو بغیر چیئرمین کے کمیٹی کی کیا اہمیت ہوگی۔ تو ایک ہیڈ ہو وہ کمیٹی کی رہنمائی کر لیں گے ناں وہی چیئرمین ہی میٹنگ کو بُلائیں گے کس کے چیئر پہ ہونگے۔ دیکھیں آپ لوگ ہر چیز کو اس طرح لے رہے ہیں کہ وہ خود ہی بات نہیں بن رہی ہے۔ سر! ہم نے دیکھے کیسی معقول تجویز دی تھی ہمارے سی ایم صاحب نے جو بولا تھا ہمیں مزید اسکو recast نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم نے ایک اعتماد کیا تھا۔ یہاں sir irregularities ہیں۔ یہاں مشکلات ہیں اگر ہم سی ایم صاحب کو وہاں اُسکے سامنے یہ دکھا دیتے کہ یہ یہ باتیں ہیں وہ ACS صاحب کو یہ کہہ دیتا کہ بھئی یہ چیزیں آپ نے کیوں کیئے ہیں؟ یا کہ وہاں منسٹر پی اینڈ ڈی جب

بیٹھے ہونگے اُسکو کہیں کہ آپ ۔۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: کچکول صاحب! اگر اس چیئرمین شپ کا مسئلہ اجلاس کے بعد حل کر دیں۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: سر! اُسوقت تک کر دیں گے تو پھر آپ ایسا کر دیں آپکی جو یہ proceedings ہیں اسکو آپ adjourn کر دیں دوسرے دن یہ سارے طے کر دیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! کیونکہ یہ سب آپ نے initiate کی ہے اور ہمارے بھائی موصوف وہ بھی ذہنی طور پہ تیار ہو گئے ہیں کہ ہم آپس میں بیٹھ کے تو میری suggestion یہ ہے کہ اگر جام صاحب اسکے چیئرمین نہیں بن سکتے تو آپ اسکے Chief coordinator بن جائیں۔ اور آپ کے تحت ہی یہ کمیٹی بیٹھے اور اسی لحاظ سے یہ سارے مسئلے حل ہو سکتے ہیں جیسا کہ سردار ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ پہلی ہی میٹنگ میں ہم یہ بات مان جائیں اور اللہ کرے وہ مبارک دن ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کیلئے اور رواداری میں ایک مثال قائم کریں گے۔ تو میری یہ suggestion ہے کہ آپ چیف کوآرڈینیٹر بن جائیں اور اسی میں نہ ٹریژری بنچز کو اعتراض ہوگا نہ ہمارے بھائیوں کو ہوگا مجھے solution اسوقت یہی نظر آ رہی ہے۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! آپ کی بات صحیح ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس کمیٹی میں اگر میں بیٹھوں۔ سُنیں کچکول صاحب سُنیں میں اسکو جواب دیتا ہوں۔ اگر اس کمیٹی میں میں coordinate کروں یا بیٹھوں تو پھر بعد میں میں نے ہاؤس کو بھی چلانا ہے اُدھر میں ایک فریق بن جاؤں گا پھر فیصلے پر عملدرآمد نہیں ہوا تو پھر میں کیسے یہاں بیٹھوں گا؟ تھوڑا میرے بیٹھنے میں problem ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! اسمیں میں گزارش کروں گا کہ کمیٹی جب کسی مسئلے کے حل تعین کرے گی تب ہی تو ہاؤس چلائیں گے اگر خدانخواستہ آپس میں اختلافات ہو جاتے ہیں اور ہر گھر میں دو برتن ہیں وہ بھی ٹکرا جاتے ہیں ہمارے کیونکہ انکی جو basic demand تھی آپکو آج ہی کا یہ ہے کہ پہلے suggestion یہی تھی کہ ہم تین ممبر صاحبان وہاں سے بھی لیں گے تین یہاں سے بھی لیں گے اور جام صاحب as a chairman ہوں گے لیکن بعد میں جو بات ہوئی ہمارے سردار صاحبان اور کچکول صاحب نے کہا کہ نہیں جی ہماری مجبوری ہے ہم آٹھ ممبران کی کمیٹی بنائیں گے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: ہر ایک پارٹی سے ایک ایک ہو لیکن اسکے چیئرمین سی ایم ہو۔ اگر اس بات پر آپ لوگوں نے ایک reaction ظاہر کی ہے کہ ہم لوگوں نے انہیں ایک ایک بندے کا کہہ دیا اُنہوں نے دو دو کیئے۔ ہم ایک ایک ہوں گے لیکن چیئرمین تو سی ایم ہی ہو جائے۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں معلوم نہیں آپ لوگوں نے اسکو کس طرح interpret کی ہے۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ کام نکلے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اسکا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ جی اگر committees کے چیئرمین جام صاحب نہیں بنتے جس وقت بھی آپ کمیٹی کو call کریں گے۔ ہر کمیٹی اپنا اُسوقت جو ہے ایک چیئرمین چُن لے اور اُسکی چیئرمین شپ کے اندر سارا کچھ وہ بات کر لے۔ بعد میں جو آئے۔ جو final جو dialogue ہو جائے گا ہم جام صاحب کو پیش کر دیں گے۔ مگر کمیٹی خود اپنا چیئرمین بھی تو چُن سکتی اسمیں ایسی کوئی بات نہیں۔ سیدھی بات ہے۔ ایک دفعہ انکے پاس چیئرمین شپ آجائے اگر dialogue زیادہ چلتا ہے دوسری دفعہ ہماری side سے چیئرمین لے لینا چاہیئے اور آپس میں میرے خیال میں برادری اور اخوت بھی زیادہ پیدا ہو گی اور understanding بھی ہو گی۔

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ کوئی لیویز کی نوکری تو نہیں ہے۔ یہ فارمولہ ہے کہ ہمیں اِن اسکیموں میں آپ adjust کریں گے یا نہیں کریں گے؟ یہی بات ہے۔ کمیٹی والے اپنی اسکیمز رکھنی ہیں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ چھ مہینے کے لئے وہ ہو جائیں چھ مہینے کیلئے یہ ہو جائیں لیویز کی نوکری بن گئی ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): یہ چھ مہینے والی بات نہیں ہے۔ چونکہ آپ کو اور ہمیں جناب اسپیکر! جو ہے وہ اگر اطلاع دے دیتے کہ آپکی کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ یہ چھ چھ مہینے والی تو بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: میں خود appoint کروں؟

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! ہم نے آپ کو دو options دیئے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا!

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جام صاحب چیئر مین رہیں یا آپ چیئر مین رہیں ہم لوگوں کا احتجاج جاری ہے کل آپ لوگ ہمیں بتا دیں اسوقت ہم واک آؤٹ کرلیں گے۔

**جناب اسپیکر:** اچھا! نہیں کچکول صاحب اگر آپ کچکول صاحب سُنیں اچھا سردار صاحب ایک اور تجویز کچکول صاحب۔ اگر دونوں طرف سے ہمیں اختیار دیدیں تو میں appoint کردوں؟ اگر میں chairman appoint کردوں؟

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** چیئر مین اگر آپ appoint کردیں وہی آدمی جو مدعی ہو اور وہی آدمی جس پر ہم لوگوں کو، اسی لئے جناب! ہم یہ کہتے ہیں کہ کچھ باتیں ہمیں نہیں کرنی چاہیئے اس فلور پہ۔ یہاں یہ سارے کام کچھ لوگوں نے گڑبڑ کیئے ہیں۔ اور جام صاحب میرے بڑے بھائی ہیں اسوقت سارے الزام اُس پر لگ رہے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی سردار صاحب!

**سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:** بات یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! بہت بحث ومباحثہ کے بعد ہم اس نتیجہ پہ پہنچے ہیں۔۔۔۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** اس میں کیا قباحت ہے کہ آپ چیئر مین نہیں ہورہے ہیں؟ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ آپ اِن چیزوں کی جو غلطیاں ہیں وہ آپ انہیں correct کرلیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ اِن چیزوں کا cognizance نہ لیں۔ یہ آپ کو بھی نہیں لے رہے ہیں۔

**سردار محمد اعظم موسیٰ خیل:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے میں point of order پہ کھڑا ہوں۔۔ (مداخلت)

**جناب اسپیکر:** آپ تینوں پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔ ایک ہوجائیں۔ نہیں آپ تین ہیں۔

**جان محمد بلیدی:** جناب اسپیکر! اُن تجاویز پہ ہم نے اتفاق کیا ہے کہ بھئی جام صاحب چیئر مین ہوں جبکہ وہ وزیر اعلیٰ ہیں ٹریژری بینچ کی نمائندگی کرتے ہیں وہ چونکہ ہاؤس کے لیڈر ہیں اسی لئے ہم نے اِس پہ اتفاق کیا۔ لیکن ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ اسکو سبوتاژ کرنے کی بار بار کوشش کی جاتی ہے۔ جب ہم آپ کو چیئر مین نامزد کرتے ہیں تو پھر چیئر مین کے ناطے اُنکو اعتراض ہوتا ہے۔ یہ کونسی بات ہے؟ دیکھیں بات سیدھی ہے

کہ متنازعہ پی ایس ڈی پی پہ تمام اسمبلی متفق ہو چکی ہے اور اُس پہ کمیٹی form کی جارہی ہے تو اُسمیں جب ہم نے تین پہ بھی اعتراض نہیں کیا جب آپ تین کریں گے تو جام صاحب چیئرمین ہو تو بھی ہمیں اعتراض نہیں ہے۔ سولہ کریں گے تو جام صاحب آپ ہی چیئرمین ہوں گے اعتراض نہیں کریں گے۔ تو اس پہ وہ کونسی باتیں ہیں جو ٹریژری بینچ ہی کو اعتراض ہے اِس پہ؟

**جناب اسپیکر:** ok۔ جی۔

**میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال):** ڈپٹی اسپیکر کو چیئرمین بنا دیتے ہیں۔

**سید احسان شاہ (وزیر خزانہ):** جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب اسپیکر:** جی۔

**سید احسان شاہ (وزیر خزانہ):** جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بات اتنی زیادہ اُلجھن کا شکار نہیں ہوا کہ یہ معاملہ نہ سُلجھے۔ جس طرح عبدالرحمٰن جمالی صاحب نے کہا میں بھی یہی رائے پیش کروں گا کہ کمیٹی کے ممبر ہیں سولہ۔ کمیٹی اپنی ہر میٹنگ میں ایک اپنے ممبران میں سے ایک کو چیئرمین نامزد کریں۔ ہر دفعہ لازمی نہیں ہے کہ ایک ہی چیئرمین رہے ایک تو یہ دوسرا یہ ہے کہ آپ اُس کمیٹی کے coordinator ہو جائیں۔ آپ میٹنگ بُلا لیں۔ ہم آئیں گے بیٹھیں گے آپ کے سامنے باتیں ہوں گی اور وہ چیزیں جس طرح سے مناسب۔۔۔۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** میں یہ کہوں گا کہ coordinator ایک مناسب لفظ ہی نہیں۔ آپ ایک ہمارے جج ہیں۔ آپ کو ہم یہ کہیں کہ آپ سمن جاری کریں فلاں ایم پی اے آ جائیں فلاں منسٹر آ جائیں۔ اسکے لئے جو سیکرٹری کمیٹی ہوگا وہ ACS ہونا چاہیئے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ اُسکا ہے۔ آپ لوگوں کو ایک سیکرٹری بھی رکھنا ہے۔ coordination کی جو ہے وہ status ایسے ہی نہیں آپ مہربانی کریں ہم لوگ آپ لوگوں کو جو تجاویز دے رہے ہیں وہ بالکل نیک نیتی سے دے رہے ہیں ایڈیشنل سیکرٹری کو سیکرٹری ٹو کمیٹی بنا دیں یا آپ یا سی ایم صاحب چیئرمین رہیں۔

**جناب اسپیکر:** جی گیلو صاحب!

**میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال):** جناب اسپیکر صاحب! صبح دس بجے سے ہم بیٹھے ہیں کسی نتیجے پہ ہم نہیں

پہنچتے ہیں۔ اگر اس مسئلے کو حل کرنا ہے تین رکنی کمیٹی بنائیں اور اسکا سربراہ آپ بن جائیں۔ یہ بالکل مسئلے کا حل ہے اگر آپ حل کرنا چاہتے ہیں۔ (ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: سردار اعظم صاحب! آپ کچھ فرما رہے تھے؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ہم تو ہر ایک بات پہ agree ہوتے ہیں جو اصولی ہو جو جمہوری ہو جو منطقی ہو۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ٹریژری بینچز والے جو ہیں وہ ہمارے ساتھ راستے پہ نہیں چلتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تجویز دیدیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: راستہ تو آپ لوگوں کا صحیح ہے ابھی صحیح راستے پہ جارہے ہیں آپ لوگ۔ ابھی دیکھیں گے آپ لوگوں کا راستہ کہاں تک ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! دو ٹھوس تجاویز ہیں ہماری۔

جناب اسپیکر: جی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: ایک تجویز یہ ہے کہ آپ ہمارے چیئرمین ہیں اس کمیٹی کے۔ ہم آپ کی chairmanship میں اس کمیٹی میں بیٹھتے ہیں اور اسکو discuss کرتے ہیں۔ جہاں تک فیصلہ کا تعلق ہے آپ جانیں اُسکی implement جانیں نمبر ایک۔ دوسرا suggestion ہمارا یہ ہے کہ جناب! CM صاحب ہمارا چیئرمین ہیں اسکے بغیر ہمارے لئے کوئی صورت قابلِ قبول نہیں ہے۔ بس بات ختم ہے۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جی۔

حافظ حسین احمد شرودی (وزیر بلدیات): میرے دوست نے کہا کہ ہم جمہوری انداز سے چلتے ہیں میں اِن سے پوچھتا ہوں کہ آٹھ آپ ہیں آٹھ ہم ہیں اس کمیٹی میں۔ دو گھنٹے سے آپ اپنا فیصلہ ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں یہ کہاں کی جمہوریت ہے۔ آپ کو اپنا حق ہے CM صاحب تو میرے صفوں کا ہے یہ فیصلہ تو آپ مجھ پر چھوڑ دیں یہ تو میرا جمہوری حق آپ چھین رہے ہیں یہ کہاں کی جمہوریت ہے یہ تو آپ کی ضد ہے آپ پہلے قدم پہ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں ہم سے۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: بلیدی صاحب! بغیر اجازت کے نہ بولیں۔ اوکے۔ جی مولانا عطاءاللہ صاحب!

مولوی عطاءاللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو 1993-94 کا وہ بجٹ نکال لیں جتنا اُنہوں نے اپوزیشن کو حق دیا ہے تو اِتنا حق مانگ لیں۔ اگر وہاں کوئی اپوزیشن حکومت میں تھے ہمیں ایک اسکیم بھی نہیں دی گئی تھی اَب تو شکر کریں کہ کمیٹی بنی ہوئی ہے اور کمیٹی اُسکی بات سُنیں گی تو اُس پہ وہ شکر کریں اور بیٹھ جائیں۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: آپ تین کھڑے ہیں۔ جی۔

جان محمد بلیدی: سر! اسمیں یہ ہے کہ جس طرح دوستوں نے کہا یہ ایک گریجویٹ اسمبلی ہے اور اسمیں تمام شعور رکھتے ہیں کہ کہاں کیا کچھ ہو رہا ہے ابھی صورتحال یہ ہے کہ پرانے ہم نے تین ایم پی ایز سے ایسے پوچھا جنہوں نے خود اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں اس سے پہلے پتہ نہیں تھا کہ پی ایس ڈی پی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ابھی یہ صورتحال تھی تو ہمیں آپ اسی میں شمار کریں گے کہ فلانے کو پتہ نہیں تھا لہٰذا ہم آپ کو بھی حق نہیں دیتے ہیں یہ تو ہمارا جمہوری حق ہے ہمارے لوگوں کا حق ہے جنہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے آپ اُنکو سزا کیوں دے رہے ہو؟

جناب اسپیکر: اب final کر دیں۔ جی۔ (مداخلت) رولنگ نہیں ابھی اسی طرح مشاورت سے۔ اب سردار ثناء اللہ نے تو قبائلی بہت جرگے کے ہوں گے تھوڑا سا احتیاط سے کام لینا پڑے گا۔ یا آپ مجھے اختیار دیدیں کہ میں کسی کو appoint کروں گا یا اس پہ پھر اجلاس کے بعد سوچتے ہیں؟ جی۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): وہ کہتے ہیں سو بات کی ایک بات۔ بہتر یہ ہے کہ آپ جناب چیئرمین بن جائیں اور آپ ہی اس کمیٹی کو چلائیں ۔ (ڈیسک بجائے گئے ) میری یہی suggestions ہیں deadlock توڑنے کے لحاظ سے اسمیں میرے خیال میں ہمارے ٹریژری بینچز کو بھی اعتراض نہیں ہے اور ہمارے جو اپوزیشن میں بھائی ہیں اُنکو بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اسمبلی نے تین سال اور بھی چلنا ہے۔ اگر میں اس کمیٹی کا چیئرمین بن جاؤں۔ جی۔

سردار ثناءاللہ زہری۔ جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پہ ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ سب ہمارے دوست بار بار بول رہے ہیں کہ اس کمیٹی کا چیئرمین بنوں گا اور میں نے اسمبلی چلانی ہے اسکو آپ لوگوں

نے windup نہیں کرنا ہے ایک دو میٹنگوں میں اسکو پورے سال چلانا ہے کیا؟

جناب اسپیکر: نہیں اُس کمیٹی میں جو بھی فیصلے ہوں گے یعنی میں تو کسی اور کی بات نہیں کروں گا اُس پہ پھر تھوڑا سا بھی کسی طرف سے بھی خلاف ورزی ہو آپ برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری: اسکو دس پندرہ دن میں final کرنا ہے ناں اگر اسکو چھ مہینے سال چلانا ہے تو دوسرا بجٹ آجائیگا۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اگر ہم کو شک ہوتا تو ہم آپ کو nominate نہیں کرتے۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ ٹھیک ہے آپ کی بات۔ آپ کی مہربانی۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: آپ ایسی کوئی بات نہ کریں کہ وہ ہماری اسمبلی کی تقدس ہمیں آپ پر بھروسہ ہے وہ دیکھ لیں ہم نے جب دل سے آپ کو وہ کیا ہے آپ کیوں خواہ مخواہ اپنے ذہن میں conflict پیدا کر رہے ہیں۔

سردار ثناء اللہ زہری: یہ کتنی میٹنگوں میں آپ اسکو نمٹائیں گے؟

جناب اسپیکر: نہیں ضروری نہیں میں ٹائم کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ ایک میٹنگ ہو دو ہو لیکن اُس پہ جو فیصلے ہوں گے اُس پہ عملدرآمد ہو۔

سردار ثناء اللہ زہری: وہ تو عملدرآمد کروانا آپ کا اور چیف منسٹر کا کام ہے۔ آپ کرائیں میٹنگ ہم چاہتے ہیں کہ پہلی ایک ہی میٹنگ میں یہ ختم ہو۔ ایک ہی میٹنگ میں ہم اِس پہ satisfy ہوں۔ اگر ایک دو میٹنگوں سے زیادہ کیونکہ دس پندرہ دن سے زیادہ آپ کی ایک میٹنگ چلے ہوگی۔ اگر ایک میٹنگ آپ پندرہ دن میں رکھتے ہیں پھر دوسری میٹنگ ایک مہینے بعد رکھیں گے پھر تیسری میٹنگ پھر تو اگلا بجٹ آجائیگا تو اس پہ آپ ٹائم بھی رکھیں کہ کتنے ٹائم میں آپ اسکو finalize کریں گے؟

مولوی عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے جی۔

جناب اسپیکر: جام صاحب! اب ہماری تھوڑی سی رہنمائی کریں اب کس طرف پوزیشن بن رہی ہے۔ اگر جام صاحب بن جائیں تو کیا ہے؟ ذرا جام صاحب بن جائیں۔ بن جائیں جمالی صاحب جام صاحب بن جائیں۔ جام صاحب توکل کریں۔

**جام میر محمد یوسف (قائد ایوان):** اگر اسکی آپ legal procedure میں جائیں تو یہ پتہ چلتا ہے اگر آپ اسمبلی کی precedent اور اُسکے rules of procedures میں تو میرے خیال میں بااختیار executivetor پھر بھی میں چیئرمین نہیں بن سکتا کیونکہ we can any time muster it کس طرح بھی اِس پہ وہ کرسکتا ہے۔ میرے بارے میں یہی کہ میرا شاید میری ساری بہت سی commitments ایسی ہیں جو مختلف اضلاعوں میں اور جس جانب جا رہا ہوں اور شاید اُس وقت پر میں پہنچ سکا تو پھر یہ مسئلہ ہوگا تو اس پہ اگر آپ بنا چاہتے ہیں کہ جس طرح کہ اپوزیشن نے کہا کہ جی اسکو reduce کرکے پھر آپ ایک limited committee پہ آجائیں تو اُس پر بھی ٹھیک ہے جی پھر آپ ہمیں اسکی وضاحت کرکے بتادیں آپ کتنے dates fix کرتے ہیں کتنے وہ کرتے ہیں۔

**کچکول علی ایڈووکیٹ:** جناب! ہم آپ کا بہت احترام کررہے ہیں بلوچستان کے مفادات کا خیال کررہے ہیں آپ بیٹھیں اسکو ہم دو ہفتوں میں ختم کردیں گے پھر implementations تو آپ لوگوں کا ہے یہ موٹی موٹی چیزیں ہیں۔

**میر شعیب نوشیروانی (وزیر داخلہ):** جناب اسپیکر! یہ خود ہی انکی اپنی تجویز ہے کہ آپ اسکو chair کریں تو اس بات پہ ہم متفقہ طور پر اعتراض نہیں کرتے کہ آپ چیئرمین ہو۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ چیئرمین بن جائیں میرے خیال میں بہتر رہے گا۔ یہ بھی ہماری ایک تجویز ہے کیونکہ میں بھی اس کمیٹی میں ہوں جسکو آپ نے announce کی ہے ممبر ہوں میں چاہتا ہوں کہ اسکو اور زیادہ reduce کریں تاکہ یہ اچھی طرح ہو اسکا فیصلہ۔

**جناب اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں۔ گیلو صاحب! آپ۔

**میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال):** جناب اسپیکر صاحب! یہ سب چاہتے ہیں کہ آپ چیئرمین بنیں۔ question hour بھی نہیں ہوا ہے صبح سے ابھی تک لگے ہوئے ہیں کرنا ہے آپ کو تو کرلیں اگر نہیں کرنا ہے تو۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** کچکول صاحب! جمالی صاحب! جب سب ہاؤس کی یہ مرضی ہے اور مجبوری ہے میں چیئرمین بنتا ہوں لیکن مجھے ایک time limit دیدیں مجھے ٹائم چاہیئے دوسرا یہ ہے کہ پھر اُس پہ عملدرآمد

کا پھر تھوڑا خیال کرنا ہے۔ جی۔ اس پہ ٹائم مجھے چاہیئے۔

سردار ثناء اللہ زہری: ساری تجاویز آپ لے لیں جو بھی تجاویز ہیں پندرہ دن میں final کریں اور اسکے بعد دوسرا بجٹ آنے والا ہے۔ آج سولہ تاریخ ہے اسکو تمیں last کر دیں۔ یا first week of september کر دیں آپ اسکو۔ اُس سے زیادہ اور لمبا ہو جائے گا جناب!

جناب اسپیکر: اٹھائیس کو شاید میں باہر جاؤں۔

سردار ثناء اللہ زہری: اٹھائیس سے پہلے اسکو فائنل کر لیں۔

جناب اسپیکر: کیونکہ جلدی میں جو فیصلے ہوتے ہیں وہ صحیح نہیں ہوتے ہیں تھوڑا سا مجھے ٹائم چاہیئے۔

سردار ثناء اللہ زہری: کتنے دن کیلئے؟

جناب اسپیکر: تقریباً دس دن کیلئے۔

سردار ثناء اللہ زہری: ہم نمٹا لیں گے جلدی سے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جتنی میٹنگیں ہوں گی پھر جب آپ جائیں گے پھر اُسوقت کریں گے۔ واپس آپ کب آ رہے ہیں؟

جناب اسپیکر: بارہ کو میں آؤں گا۔

سردار ثناء اللہ زہری: چلو بیس ستمبر۔

عبدالمجید خان اچکزئی: مطلب یہ پندرہ دن اور بیس دن کا کام نہیں ہے یہ تین میٹنگز کا کام ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ہے۔ اسکو سنجیدگی سے کرنا ہے۔ نہیں نہیں اچکزئی صاحب سنجیدگی سے اگر کوئی جب کام لے گا تو سمجھنا پڑے گا۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں اسپیکر صاحب!۔۔۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب!

سردار ثناء اللہ زہری: آپ باہر جا رہے ہیں اُس سے پہلے اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر ایک دو میٹنگ کر لیں تا کہ لوگوں کی mind آپ دیکھ لیں۔ ہماری mind بھی آپ دیکھ لیں اور اِنکی mind بھی آپ دیکھ لیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سردار ثناء اللہ زہری: اُسکے بعد آپ باہر جا رہے ہو آپ اپنا tour کر کے آ جائیں last جو ہے بیس ستمبر کو کر دیتے ہیں اسکو۔ ٹھیک ہے جی۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ last بیس ستمبر تک ہم اسکو کر دیں گے۔ بیس ستمبر تک ٹھیک ہے۔ ابھی تو نماز کا وقفہ بھی ہے اور سب تھک گئے ہیں اجلاس کو کیا کرنا ہے وقفہ کرنا ہے پھر چلانا ہے یا پھر؟

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! جیسے کہ سردار صاحب نے ابھی فرمایا ہے چوبیس تک ہمارا اجلاس ہے اسمبلی کا اُسکے میرے خیال دو دن بعد آپ پہلی میٹنگ رکھ لیں اس کمیٹی کی پھر اگر آپ نے باہر جانا ہے تو پھر آپ جو tour کر کے واپس آ جائیں ہو سکتا ہے اللہ کرے کہ ہم پہلی میٹنگ میں اسکی solution نکال لیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔ ایک میٹنگ کر لیں گے ہم۔ ایک میٹنگ چوبیس سے پہلے رکھ لیں گے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): چوبیس کے بعد جی۔

جناب اسپیکر: نہیں۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): چوبیس تک تو اجلاس آپ چلا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اُسکے بعد۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اُسکے بعد چھبیس کو آپ رکھ لیں۔ اور اسمیں (مداخلت) سُنیں تو صحیح ناں آپ سارے مطالبات منواتے چلے جا رہے ہیں آپ کے فائدے کی بات کرتے ہیں آپ اُلٹا پتہ نہیں۔ اچھا ایک جناب! اجلاس کے بعد صوبائی اسمبلی کی آپ چھبیس تاریخ کو مہربانی کریں پہلی میٹنگ رکھ لیں دوسرا یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ کمیٹی کو آپ short list کر رہے ہیں یا جو آٹھ آٹھ کی ہوئی ہے وہ۔

جناب اسپیکر: یہی ٹھیک ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): full committee۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

میر عبدالرحمٰن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): چلیں۔

جناب اسپیکر: اب میرے خیال میں اجلاس کو فی الحال۔۔۔۔ (مداخلت) کمیٹی پہ۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: نہیں کمیٹی پہ تو جو سولہ نام آپ نے دیئے ہیں وہ میں نے announce کیئے ہیں۔ چیئرمین شپ کیلئے جو ہاؤس کے دونوں طرف سے تجاویز آئی ہیں وہ میں نے قبول کی ہیں اور انشاء اللہ بیس ستمبر تک اس مسئلے کا حل نکال لیں گے۔ تو اجلاس کا وقفہ کر دیں پھر second time بلائیں یا ابھی ختم کر دیں؟ جی۔ اٹھارہ کو۔ تو یہ موجودہ جو کارروائی ہے اسے اٹھارہ تک مؤخر کرتے ہیں۔ اُنیس کو۔

جناب اسپیکر: آج کی جتنی بھی کارروائی ہے وہ اُنیس تاریخ کیلئے مؤخر کی جاتی ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس مورخہ 19/اگست 2004 صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دو بجکر ستاون منٹ پر مورخہ 19/اگست 2004 صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)